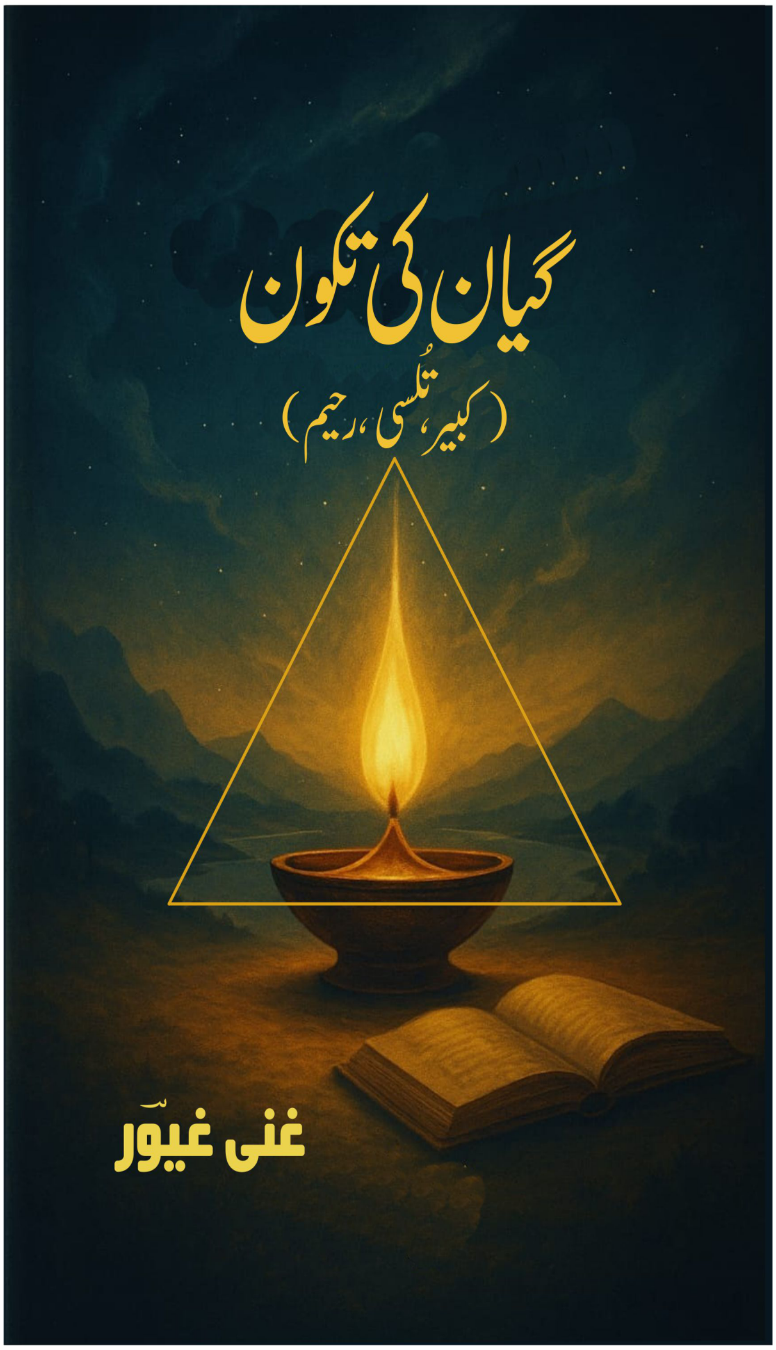
گیان کی تکون
(کبیر، تُلسی، رحیم)
غنی غیورؔ

گیان کی تکون

(کبیر، تُلسی، رحیم)

غنی غیورؔ

GIYAN KI TAKOON

(KABIR, TULSI, RAHIM)

Visit: http: //abdulghanijagil.com

Ghani Ghayoor

Ist Edition September 2025

ISBN : 978-93-93271-59-4

Price : 300/-

نام کتاب	:	گیان کی تکون (کبیر، تلسی ، رحیم)
مصنف	:	عبدالغنی جاگل (غنی غیورؔ)
سن اشاعت سوم	:	۱۶؍ستمبر ۲۰۲۵ء
تعداد	:	500
قیمت	:	300/-
کمپوزنگ	:	فوزیہ کمپیوٹر سنٹر جموں 9906063200
پبلشر	:	

پتہ

Near Green Valley Colony, Nakki Bhtala
Upper Jallalabad Sunjwan, Jammu
Pin Code 181152
Mobile No. +91-9419791802 | 7889837758

انتساب

دنیا کے اُن روشن مزاج انسانوں کے نام

جو خیال سے چراغ جلاتے ہیں

اور محبت سے دنیا کو

منور کرتے ہیں۔

فہرست

دیباچہ ___ 7

باب ۱ : بابا فرید کی فریاد ___ 11

باب: ۲ کبیر : شخصیت، تعلیمات اور اثرات ___ 20

باب: ۳ کبیر کی الٹی بانی اور عطار کے پرندوں کی نرالی منطق ___ 24

باب: ۴ تعلیماتِ کبیر: ایک اجمالی خاکہ ___ 32

باب: ۵ کبیر کے شاہکار دوہے مع توضیح ___ 40

باب: ۶ تلسی : حیات اور شاعری ___ 51

باب: ۷ تلسی داس کے منتخب شہکار دوہے ___ 55

باب: ۸ رحیم خان خاناں : حیات اور شاعری ___ 64

باب: ۹ رحیم کے شاہکار دوہے ___ 68

باب: ۱۰ کبیر اور تلسی کا موازنہ ___ 71

باب: ۱۱ کبیر اور رحیم کا تقابلی مطالعہ ___ 78

باب: ۱۲ مناجاتِ نوری و تسبیحِ چراغالی ________ 86

باب: ۱۳ تلسی داس کا ورشا ورنن : ایک مطالعہ ________ 94

باب: ۱۴ صنفِ دوہا اور بھگتی مارگ ________ 103

باب: ۱۵ مؤلف کتاب ہذا کے چند دوہے ________ 109

دیباچہ

برصغیر کی فکری و روحانی تاریخ میں تصوف اور بھگتی تحریک دو ایسے رواں دھارے ہیں جنہوں نے مذہب کی روح کو پہچاننے، اور انسان کو اس کے باطن تک پہنچنے کا راستہ دکھایا۔ ان تحریکوں کا مقصد مذہبی عبادات کے ظاہری خدوخال پر زور دینا نہیں تھا، بلکہ اس ''روحِ عبادت'' کو سمجھنا تھا جس میں دل کی صفائی، نیت کی سچائی، اور عمل کی پاکیزگی پوشیدہ ہو۔

ان صوفیوں، سنتوں اور بھگتوں نے انسان کو ظاہر رسم پروری سے نکال کر براہِ راست خدا سے جوڑ دیا۔ اس طرح ایک ایسا روحانی و فکری دھارا وجود میں آیا جس نے مذاہب کے درمیان کی دیواریں کم کیں اور بتایا کہ منزل سب کی ایک ہے سچ، رحم اور عرفان۔

میں سمجھتا ہوں عہدِ وسطیٰ کے ہندوستان میں بابا فریدؒ الدین شکر گنج عرفان اور گیان کی اہم ترین شخصیت ہیں اس کے بعد گرونانک نے اس سلسلے کو آگے بڑھایا اور وسعت دی ۔لہٰذا کتاب کے آغاز میں بابا فرید الدینؒ کے دوہے شامل کئے ہیں اور کتاب کے آخر میں گرونانک کا مشہور پیغام بھی کیا گیا ہے۔ بابا فریدؒ کے یہاں عبادت کا مفہوم نماز، صدق، حلال کمائی اور خلوص تھا۔ جبکہ گرونانک نے رسمی عبادت سے ہٹ

کر نیت کی پاکیزگی، دل کی صفائی اور کردار کی درستگی پر زور دیا۔

بے نمازا کُتیا! ایہہ نہ بھلی ریت
کبھی چل نہ آیا پنجے وقت مسیت

(بابا فریدؒ)

یہ وہ زمانہ تھا جب دنیا رسمی و سماجی تقسیم کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ایسے میں تصوف اور بھگتی کی تحریکیں انسانی روح کے لیے تازہ ہوا کا جھونکا بن کر آئیں۔ عہدِ وسطیٰ کے ہندوستان میں کبیرؔ، تلسی اور رحیم، گیان کی ایک جوت بن کر اُبھرے جس کے اندر وِیدانت، اسلام اور دیگر مذاہب کی تعلیمات کا نچوڑ جمع تھا۔

یہ کاوش اسی بات کو اجاگر کرنے کی ایک کوشش ہے کہ مذاہب کی سطحی تفریق کے پیچھے دراصل ایک ہی سرچشمہ بہہ رہا ہے۔ بابا فریدؒ، کبیرؔ، تلسیؔ اور رحیمؔ کے دوہے و اشعار اس بات کے گواہ ہیں کہ گیان اور معرفت کسی ایک قوم یا مذہب کی میراث نہیں بلکہ انسانیت کا مشترکہ خزانہ ہیں۔

میرے نزدیک گیان (معرفت)، دَیا (کرم یا مہربانی)، اور پریم (عشق یا محبت) یہی وہ تین عناصر ہیں جو "گیان کی تکون" تشکیل دیتے ہیں۔

میں نے زیرِ نظر کتاب کو صرف انہی موضوعات تک محدود نہیں رکھا، بلکہ متفرق موضوعات پر مبنی دوہے بھی شامل کیے ہیں۔ اس کے علاوہ صنفِ دوہا پر ایک مضمون اور اپنے چند دوہے بھی شامل کیے گئے ہیں۔

بھگت کبیر فرماتے ہیں:

جاتی نہ پوچھو سادھو کی، پوچھ لیجئے گیان
مول کرو تلوار کا، پڑی رہن دو میان

जाति न पूछो साधु की, पूछ लीजिये ज्ञान।
मोल करो तरवार का, पड़ा रहन दो म्यान।।

گویا روحانی قدر کا پیمانہ ذات یا لباس نہیں بلکہ علم اور بصیرت ہے۔

تلسی داس جی کہتے ہیں:

दया धर्म का मूल है, पाप मूल अभिमान।
तुलसी दया न छोड़िये जा घट तन में प्राण।।

دَیا دھرم کا مول ہے، پاپ مول اَبھیمان
تُلسی دَیا نہ چھوڑیئے، جا گھٹ تن میں پران

دیا (رحم) دھرم کی جڑ ہے، اور گناہ کی جڑ گھمنڈ (تکبر) ہے۔

تُلسی کہتے ہیں، جب تک جسم میں جان ہے، رحم و کرم کو کبھی نہ چھوڑو، دیالو انسان دراصل محبت اور رحم کا زندہ پیکر ہوتا ہے، جو دوسروں کے دکھ میں شریک ہو اور سب کے لیے خیر چاہے۔ یہی کیفیت صوفیانہ زبان میں رحمۃ اللعالمینؐ کی خُلقی جھلک کہی جا سکتی ہے۔ اس کے برعکس گھمنڈ گناہ کی جڑ ہے، کیونکہ گھمنڈی انسان خود کو اچھا اور دوسروں کو کمتر سمجھتا ہے۔ وہ اپنی انا کے چکر میں دوسروں کو دُکھ دیتا ہے اور کئی طرح کے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

اسی لیے تُلسی داس نے کہا ہے کہ گھمنڈ پاپ کی جڑ ہے، کیونکہ جہاں رحم ختم ہوتا ہے، وہاں تکبر جنم لیتا ہے۔

رحیم خاں خاناں فرماتے ہیں:

رحیمن دھاگا پریم کا مت توڑو چٹکائے
ٹوٹے سے پھر نہ جڑے، جڑے گانٹھ پڑ جائے

रहिमन धागा प्रेम का, मत तोड़ो चटकाय।

टूटे से फिर ना जुड़े, जुड़े गाँठ परि जाय।।

یہ محبت کی لطافت اور رشتوں کی نزاکت کا سبق ہے جو روحانی زندگی کا جوہر ہے۔

درحقیقت، یہی تین بنیادیں گیان، دَیا اور پریم، اس کتاب کی تصنیف کا محرک ہیں۔ انہی کی علامتی جھلک کتاب کے سرِ ورق اور پس ورق پر آویزاں کی گئی ہے تاکہ مقصدِ تصنیف واضح رہے۔

یہ کتاب کوئی روایتی مذہبی تصنیف نہیں، بلکہ ادبی و اخلاقی مضامین کا ایسا انتخاب ہے جو اُن بزرگوں، سنتوں اور مفکرین کے افکار سے ماخوذ ہے جن کی تعلیمات آج بھی ہماری ہندوستانی تہذیب میں معتبر اور معنویت سے بھرپور ہیں۔

مجھے امید ہے کہ یہ عاجزانہ کاوش اہلِ علم، طلبہ، محققین، اور ادب و فکر کے شائقین کے لیے نہ صرف ایک علمی سرمایہ ثابت ہوگی بلکہ انہیں اس بات پر بھی غور کرنے پر آمادہ کرے گی کہ ہماری تہذیب کی اصل طاقت وحدت، ہم آہنگی، اور مشترکہ انسانی قدروں میں مضمر ہے۔

المخلص

یکم نومبر ۲۰۲۵ء غنی غیور

جموں

باب :۱

بابا فرید کی فریاد

चिंत खटोला वां, दुख बिरह बिछावन लीफ
एह हमारा जीवना, तू साहिब सच्चे वीख

چنت کھٹولا وان، دُکھ برہ وچھاون لیف
ایہہ ہمارا جیونا، تُوں صاحب سَچّے ویکھ

ترجمہ :میرا بستر فکر وغم کا ہے، جدائی میری چادر ہے، اے سچے مالک! تُو ہی دیکھ کہ میری زندگی کیسی ہے۔

दुखां सिति दिनहुं गया, सोला सिति रात
खड़ा पुकारै पातनी, बेड़ा कपर वात

دُکھاں سِتی دینہہُ گیا، سولاں سِتی رات
کھڑا پکارے پاتنی، بیڑا کپر وات

ترجمہ :دن دکھ میں گزرا، رات کانٹوں پر کٹی؛ ملاح پکارتا ہے کہ کشتی آندھی میں پھنس گئی ہے۔

दो दीवैं बलंदियां, मलिक बहिठा आए
गढ़ लीता घट लुटिया, देवड़े गया बुझाए

دو دیوِیں بلندیاں، ملک بہیٹھا آئے

گڑھ لیتا گھٹ لُٹیا، دیوڑے گیا بُجھائے

ترجمہ: دو چراغ روشن تھے، موت آ پہنچی؛ جسم کا قلعہ لوٹ لیا، اور چراغ بجھا دیے۔

देख फरीदा जो थिया, दाढ़ी होई भूर

अग्गा नेहड़े आ गया, पिछा रहया दूर

دیکھ فریدا جو تھیاّ، داڑھی ہوئی بھور

اگّا نیہڑے آ گیا، پچّھا رہیا دور

ترجمہ: دیکھ فریدا! داڑھی سفید ہوگئی، آگے کا وقت قریب ہے، پیچھے کی زندگی دور جاچکی۔

रात किथूरी वंडइए,सुत्तियां मिले न भाव

जिन्हां नैन नींदर ओलै, तिन्हां मिलन कुण भाव

رات کتھوری ونڈئیے، سُتّیاں ملے نہ بھاو

جنھاں نین نیندر اولے، تنھاں ملن کواو

ترجمہ: رات اپنی خوشبو بانٹتی ہے، مگر سونے والے بے خبر رہتے ہیں؛ جن کی آنکھیں نیند میں ہیں، وہ لطفِ وصل سے محروم ہیں۔

रूत फिरी वन कंबिया, पत झरें झर पाएं

चारे कुंडां ढूंढियां, रहन किथाओं नाहीं

رُت پھری ون کنبیا، پت جھڑیں جھڑ پائیں

چارے کنڈاں ڈھونڈیاں، رہن کتھاؤں ناہیں

ترجمہ: موسم بدلا، جنگل لرز اٹھا، پتے گرتے رہے؛ ہر سمت تلاش کی مگر کہیں ٹھکانا نہ ملا۔

रूखी सुखी खा के, ठंडा पानी पी
देख पराई चौपड़ी, न तरसाइए जी

رُکھی سُکھی کھا کے، ٹھنڈا پانی پی
دیکھ پرائی چوپڑی، نہ ترسائیں جی

ترجمہ: سادہ روٹی کھا، ٹھنڈا پانی پی؛ دوسروں کے لذیذ کھانوں پر دل نہ للچائے۔

सभना मन मानक, ठाहन मूल मचांगवा
जे तूं पिरया दी सिख, हियाव न ठाहे कंहिं दा

سبھناں من مانک، ٹھاہن مُول مچانگوا
جے توُں پریا دی سِکھ، ہیاو نہ ٹھاہیں کہیں دا

ترجمہ: ہر دل میں ایک قیمتی موتی ہے؛ اگر محبوب کو پانا چاہتا ہے تو کسی دل کو ٹھیس نہ پہنچا۔

सरूर पंखी हेकड़ो, फाहीवाल पचास
एह तन लहरिं गड थिया, सच्चे तेरी आस

سرور پنکھی ہیکڑو، فاہیوال پچاس
ایہہ تن لہریں گڈ تھیاً، سچّے تیری آس

ترجمہ: ایک پرندہ پانی پر، پچاس شکاری تاک میں؛ یہ جسم لہروں میں ڈوبا ہے، اے سچے رب! آس تجھی سے ہے۔

सक्कर, खंड, निवात, गुड, माखियां माजा दूध
सभे वस्तु मिठियां, रब न पुझन तुध

سکّر، کھنڈ، نوات، گڑ، ماکھیوں ماجھا دُدھ
سبھے وس توں مِٹھیاں، ربّ نہ پجّن تُدھ

ترجمہ: چینی، مصری، گُڑ، شہد اور دودھ بھی سب میٹھے ہیں، مگر رب کی یاد سے زیادہ میٹھا کچھ نہیں۔

सो ई सरूर ढूं, लेह, जिथों लभे वथ
छप्पड़ ढूंढे क्या होए, चिक्कड डुब्बे हथ

سو ای سرور ڈھونڈ لیہ، جتھوں لبھی وتھ
چھپڑ ڈھونڈے کیا ہوئے؟ چکڑ ڈبّے ہتھ

ترجمہ: وہی چشمہ تلاش کر جہاں موتی ملتا ہے؛ کیچڑ والے تالابوں میں ہاتھ ڈالنے سے کیا حاصل؟

साहिब दी कर चाकरी, दिल दी लाह भरांद
दरवेशां नूं लोडिए, रूखां दी जिरांद

صاحب دی کر چاکری، دِل دی لاہ بھراند
درویشاں نوں لوڑئیے، رُکھاں دی جیراند

ترجمہ: مالک کی خدمت کر اور دل کے میل کو دھو ڈال؛ درویش بن، درختوں کی طرح سب کو سایہ دے مگر کچھ نہ مانگ۔

फरीदाएह तन भूचना, नित नित दुखिए कौंण
कन्नैं बुझै दे रहां, कित्ती वग्गै पौं

فریدا ایہہ تن بھوکنا، نت نت دُکھیے کون
کنیں بجّے دے رہاں، کِتّی وگّے پون

ترجمہ: یہ جسم تو شور مچاتا ہے، ہر روز دکھ دیتا ہے؛ کان بند کر لو، طوفان گزر جائے گا۔

फरीदा एह विस गंधलां, धुरियां खंड लिवाड़ा
इक राहिंदे रह गए, इक राधि गए उजाड़

فریدا ایہہ وِس گندھلاں، دھریاں کھنڈ لِواڑ
اِک راہندے رہ گئے، اِک رادھی* گئے اُجاڑ

ترجمہ: دنیا زہر میں لپٹی مٹھاس ہے؛ کچھ نے یہاں رہ کر سنوارا، کچھ نے لالچ میں سب اجاڑ دیا۔

फरीदा, खाक न नंदिये, खाकु जेड न कोए
जीवंदियां पीरां तले, मुईं उपर होए

فریدا خاک نہ نِندیے، خاکو جیڈ نہ کوئے
جیوندیاں پیراں تلے، مویاں اُپر ہوئے

ترجمہ: مٹی کو برا نہ کہو، زندہ یہ ہمارے پاؤں تلے ہے اور مرنے کے بعد ہمیں ڈھانپ لیتی ہے۔

फरीदा, खालिक खलक में खलक वस्से रब मानह
मंदा किस नूं आखिए, जां तिस बिन कोई न

فریدا خالق خلق میں، خلق وسّے رب مانہہ
مندا کس نوں آکھیے، جاں تس بن کوئی نہ

ترجمہ: خالق اپنی مخلوق میں بسا ہے؛ پھر کسے برا کہیں، جب اُس کے سوا کوئی نہیں۔

फरीदा, मन मैदान कर, टूए टब्बे लाह
अगे मूल न आवसी, दोजख संदी भाह

فریدا من میدان کر، ٹُوئے ٹبّے لاہ
اَگّے مُول نہ آوسی، دوزخ سَندی بھاہ

* رادھی یعنی بیجی ہوئی یا تیار فصل (پنجابی کلاسیکی لغت از جمیل احمد پال)

ترجمہ: اے فریدا! دل کو ہموار کر، اس کے اونچے نیچے مٹا دے؛ تب دوزخ کی تپش نہ چھوئے گی۔

कागा करंग ढँडोलिया, सगला खाया मांस
एह दू नैना मत छुहियो, पिर देखन की आस

کاگا کرنگ ڈھنڈولیا، سگلا کھایا ماس
ایہہ دو نیناں مت چُھوہیو، پر دیکھن کی آس

ترجمہ: اے کوے! میرا سارا گوشت کھا لے مگر ان دو آنکھوں کو نہ چُھو، کہ یہ محبوب کے دیدار کی آس رکھتی ہیں۔

काले मेरे कपड़े, काला मेरा वेस
गुनहां भरिया मैं फिरां, लोक कहें दरवेश

کالے میڈے کپڑے، کالا میڑا ویس
گُنہاں بھریا میں پھراں، لوک کہیں درویش

ترجمہ: میرے کپڑے اور لباس سیاہ ہیں، گناہوں سے بھرا میں پھرتا ہوں، لوگ پھر بھی مجھے درویش کہتے ہیں۔

कंह मुसल्ला सूफ गल, दिल काती गुड़ बात
बाहर दिसै चानणा, दिल अंधियारी रात

کنھ مُصلّا صوف گل، دِل کاتی گڑ وات
باہر دِسے چانَنا، دِل اندھیاری رات

ترجمہ: زبان شہد سی میٹھی، لباس صوفیانہ، مگر دل اندھیرے میں ہے بس باہر روشنی دکھاوے کی ہے۔

खंथर मीखां अगलियां, जिंद न काई मीख
वारी आपो आपनी, चले मशाइख शेख

کھنتر میخاں اگلیاں، جند نہ کائی میخ
واری آپو آپنی، چلے مشائخ شیخ

ترجمہ: چیتھڑوں میں کتنی میخیں لگی ہیں مگر کوئی جان کو نہیں جوڑ سکی؛ ہر شیخ اپنی باری پر رخصت ہو گیا۔

कोठे मंड़प माड़ियाँ, उसारींदे भी गए
कूड़ा सौदा कर गए, गोरिं आय पए

کوٹھے منڈپ ماڑیاں، اُساریندے بھی گئے
کوڑا سودا کر گئے، گوریں آئے پیئے

ترجمہ: جنہوں نے عالی شان محل بنائے، سب چھوڑ کر چلے گئے؛ جھوٹی تجارت کی، اب قبروں میں پڑے ہیں۔

गलियां चिक्कड़, दूर घर, नाल प्यारे नेह
चलां तां भीजे कम्बली रहां तां टूटे नेह

گلئیں چکڑ، دُور گھر، نال پیارے نینہہ
چلاں تاں بھجّے کملی، رہاں تاں ٹُٹّے نینہہ

ترجمہ: گلیوں میں کیچڑ ہے، محبوب کا گھر دور؛ جاؤں تو چادر بھیگ جائے، رکوں تو محبت ٹوٹنے کا ڈر۔

लोड़े दाख बझौरियाँ, किकर बीजे जट
हंडे उन कातै दा, पैधा लोड़े पट

لوڑے داکھ بجوڑیاں، کِکّر بیجے جٹ
ہنڈھے اُن کتائیں دا، پَیدھا لوڑے پٹ

ترجمہ: کسان بیل کیکر کے بیجتا ہے اور چاہتا ہے انگور کا پھل؛ موٹے سوت کات کر ریشم کے خواب دیکھتا ہے۔

मैं जानिया दुख मुझही कू, दुख सभाए जग
उच्चे चढ़ि के देखियां तां घ्रर घर ईहा अग

میں جانیا دُکھ مجھی کو، دُکھ سبھائے جگ
اُچّے چڑھ کے دیکھیا، تاں گھر گھر ایہا اگ

ترجمہ: میں سمجھتا تھا دکھ صرف میرا ہے، پھر اونچا چڑھ کر دیکھا تو ہر گھر میں آگ لگی ہے۔

हंसां देख तरंदियां, बगां आया चाव
डुब मुए बग बुपड़े, सिर तल ऊपर पाव

ہنساں دیکھ ترندیاں، بگاں آیا چاو
ڈُب موئے بگ بپڑے، سِر تَل اُپر پاؤں

ترجمہ: بگلے جب ہنسوں کو تیرتا دیکھنے لگے تو جوش میں کود پڑے، مگر ڈوب کر الٹے پاؤں اوپر رہ گئے۔

इट सिरहाणे भुईं सौन, कीड़ा लड़ियो मास
कितड़ियां जुग वापरे, इक तु पियां पास

اِٹ سرہانے بھوئیں سَون، کیڑا لڑیَو ماس
کیتڑ یاں جُگ واپرے، اِک تُ پیاں پاس

ترجمہ: اینٹ سرہانے، زمین بستر، جسم پر کیڑے لڑتے ہیں؛ صدیوں گزر جاتی

ہیں، اور تو ایک پہلو پر پڑا رہتا ہے۔

उठ फरीदा वजू साज, सुभ नमाज गुजार

जो सिर साईं न नवे, सो सिर कप उतार

اُٹھ فریدا وضو ساز، صبح نماز گُزار

جو سِر سائیں نہ نِوے، سو سِر کپ اُتار

ترجمہ: اُٹھ فریدا! وضو کر اور صبح کی نماز ادا کر؛ جو سر خدا کے آگے نہ جھکے، وہ کاٹ دینے کے لائق ہے۔

باب :۲

کبیر : شخصیت، تعلیمات اور اثرات

کبیر (پندرھویں صدی) بنارس کے ایک جولاہے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ رامانند جی سے روحانی فیض پایا مگر ان کا ''رام'' کسی خاص دیوتا یا مذہب کا خدا نہیں تھا، بلکہ وہی بے صورت، واحد خالق جسے مسلمان ''اللہ'' اور سنت ''سچ نام'' کہتے ہیں۔

انہوں نے ہندوؤں کی ذات پات، بُت پرستی اور مسلمانوں کی ریاکاری دونوں پر سخت تنقید کی۔ ان کے نزدیک اصل عبادت دل کی صفائی، سچائی، اور محنتِ حلال تھی۔ اسی لیے وہ کہتے تھے:

जाति न पूछो साधु की, पूछ लीजिये ज्ञान।
मोल करो तलवार का, पड़ा रहन दो म्यान।।

جات نہ پوچھو سادھو کی، پوچھ لیجیے گیان
مول کرو تلوار کا، پڑا رہنے دو میان

کبیر پنتھ بعد میں ایک مستقل دھارا بن گیا، جو ''ست سنگ'' اور دوہوں کے ذریعے وحدت اور انسان دوستی کا پیغام دیتا ہے۔

اسلامی تصوف کی طرح کبیر بھی ذکرِ قلبی اور اخلاقی تزکیہ پر زور دیتے ہیں۔ فرق یہ تھا کہ صوفیہ شریعت کے دائرے میں رہ کر طریقت و حقیقت تک پہنچتے ہیں، جبکہ کبیر

نے رسمی عبادات اور رسوم کو ثانوی سمجھ کر دل کی عبادت کو اصل مانا۔

ان کی وفات پر ہندو اور مسلمان دونوں ان کے وارث بننا چاہتے تھے، مگر روایت ہے کہ جب چادر ہٹائی گئی تو لاش کی جگہ صرف پھول تھے، آدھے ہندوؤں نے جلائے، آدھے مسلمانوں نے دفنائے۔ یہ واقعہ ان کی تعلیمات کی آفاقیت اور مذہبی حد بندیوں سے ماورا ہونے کی علامت ہے۔

یوں کبیرؔ، تلسی اور رحیم تینوں اس خطے کی بھگتی اور صوفیانہ روایت کے سنگم پر کھڑے ہیں۔ ایک ہی بات کو الگ زبانوں میں کہتے ہیں : خدا ایک ہے، راستہ سچائی اور خدمت ہے، اور مذہب کا مغز دل کی پاکیزگی ہے نہ کہ رسومات۔

مت ہو اسیر رسمِ عجم یا حجاز کیا
پابند آدمی ہوا حرص و آز کا
سرگوشیاں خدا کی میں سنتا ہوں آئے دن
خاکی جَسَد تو اصل میں پردہ ہے ساز کا

خاموش، اس سے آگے قلم کو تو روک لے
بھانڈا نہ پھوٹ جائے شریعت کے راز کا
رفتارِ آدمی کی حقیقت کسے پتہ
اُڑتا ہے آسماں سے پرے شَملہ ناز کا

خطرہ نہیں ہے سازشِ اغیار سے غنیؔ
دور ان کی دسترس سے نشیمن ہے باز کا

یہی کبیر اور صوفیہ کا پیغام ہے کہ جو بلندیِ روح کو پالے، وہ دنیاوی سازشوں سے محفوظ رہتا ہے۔

کبیر اور کمال : معرفت کی مکالمہ آرائی

ایک روز بھگت کبیر اپنی بے خودی اور روحانی کیف میں دوہا کہنے لگے :

तन मटकी, मन दही, सुरत बिलोवन हार ।

माखन किसी संत ने चाखिया, छांछ पिये संसार ।।

تن مٹکی، من دہی ہے، سُرت بلوون ہار

ماکھن کبیرا کھا گیا، چاچھ پیئے سنسار

(یہ جسم مٹکی ہے، من دہی ہے، دھیان اس دہی کو بلونے والا ہے۔ کبیر کہتا ہے کہ اس نے مکھن حاصل کرلیا ہے، باقی دنیا کے پاس بس چاچھ بچی ہے۔)

یعنی کبیر اپنے روحانی مکاشفے میں کہہ رہے تھے کہ اصل حقیقت، اصل انعام (مکھن) انہیں نصیب ہوگیا ہے اور دوسروں کے لئے صرف چھلکا (چاچھ) رہ گیا ہے۔

یہ سن کر قریب کھڑا ان کا بیٹا کمال معصومیت مگر حکمت سے بولا:

मिसरी का पर्वत भयो, चींटी निकसि आय।

अन मुख आपन भर लिया, पर्वत कया करि जाय।।

مصری کا پروت بھیو، چیونٹی نکسی آئے

ان مکھ اپنا بھر لیو، پروت کا کیا جائے؟

(اگر مصری کا پہاڑ ہو اور ایک چیونٹی اس میں سے اپنا دانہ بھرلے تو پہاڑ کو کیا نقصان پہنچتا ہے؟)

کمال کا جواب دراصل یہ تھا:

''ابا جان! آپ نے اپنا حصہ ضرور پا لیا ہے، مگر یہ خزانہ ختم نہیں ہوا۔ یہ لافانی دولت آنے والے ہر جویائے حق کے لئے ویسے ہی باقی ہے جیسے پہلے تھی۔''

یہ سُن کر کبیر گہری خاموشی میں ڈوب گئے، پھر مسکرا کر بیٹے کو گود میں اٹھالیا اور کہا:

''بیٹا، تیری بات میں وہ سچ ہے جو میری روح کو آئینہ دکھا گئی۔''

کبیر کے بعض مشہور دوہے

حد حد ٹپے سو اولیاء، بے حد ٹپے سو پیر
حد اَنہد دونوں ٹپے،سو وَکو نام فقیر
हद हद टपे सो ओलिया, बेहद टपे सो पीरय
हद अन्हद दोनों टपे, सो वाको नाम

پنچھی بیٹھا ڈال پر، اک دن اُڑ جائے گا
مالک سے آکاش میں، جا کر مل جائے گا
पंछी बैठा डाल पर, इक दिन उड़ जाएगा
मालिक से आकाश में जाकर मिल जाएगा

باب : ۳

کبیر کی الٹی بانی اور عطار کے پرندوں کی نرالی منطق

کبیر کی شاعری کا ایک حیرت انگیز پہلو ان کی اُلٹی بانی ہے۔اس میں وہ ایسے متضاد اور بظاہر ناممکن مناظر پیش کرتے ہیں جو عقل کو چونکا دیتے ہیں، مگر دل کو حقیقت کی ایک اور جہت دکھاتے ہیں۔

संतो जागत नींद न कीजै ।
काल नखायकलप नहिं व्यापै ।।

سنتو جاگت نیند نہ کیجئے
کال نہ کھائے، کلب نہ ویاپے

یہاں ''جاگنا'' عام بیداری نہیں، بلکہ روحانی بیداری ہے بلکہ ایسی بیداری جسے وقت،موت یا بڑھاپا بھی زائل نہ کرسکے۔

کبیر کہتے ہیں:

ससा उलटि सिंह को ग्रासै। ई अचरज कोई बूझै ।।
अउंधे घडा नहीं जल बूड़े। सूधे सो जल भरिया।।

سسا اُلٹ سینہہ کو گراسے،ای اَچرَج کوئی بوجھے
اوندھے گڑھا نہیں جل بوڑھے،سُودھے سو جل بھریا

”چوہا ہاتھی کو کھا جاتا ہے، خرگوش شیر کو ہڑپ لیتا ہے، الٹا گھڑا پانی میں ڈوبتا نہیں بلکہ بھرتا ہے۔“

یہ سب تمثیلیں ہیں۔ مراد یہ ہے کہ عشق و معرفت کی مستی میں طاقت کے پیمانے الٹ جاتے ہیں۔ کمزور دل غرور کو ہرا دیتا ہے، عاجز روح غالب آجاتی ہے، اور ظاہری قوانین باطن کی حقیقت کے سامنے ٹوٹ جاتے ہیں۔

اسی طرح وہ کہتے ہیں:

उलटा बान पारधिहीं लागै। सूरा होय सो बूझै ।।
गायन कहैं कबहुं नहिं गावै। अनबोला नित गावै ।।

الٹا بان پاردِہی لاگے، سورا ہوئے سو بوجھے
گایَن کہیں کَبہُ نہ گاوے، اَن بولا نِت گاوے

ترجمہ: تیر خطا ہو کر پلٹتا ہے اور شکاری کو لگتا ہے، گویا خاموش ہے مگر گونگا ہمیشہ گاتا ہے۔ یہی ہے ”انحد ناد“ یی باطن کا ازلی نغمہ جو بغیر ساز کے مسلسل بجتا رہتا ہے۔

کبیر اور عطار: باطن کی تمثیلیں

فریدالدین عطار نیشاپوری کی شہرہ آفاق مثنوی منطق الطیر بھی اسی اصول پر قائم ہے۔ انہوں نے پرندوں کے ذریعے انسان کی روحانی کمزوریوں اور آرزوؤں کو مجسم کر دیا:

بلبل گل کی محبت میں گرفتار، عاشق ظاہری حسن کا استعارہ۔

طوطی، عمرِ جاوید کی آرزو، بقا کی خواہش کا مظہر۔

کبوتر، ہجر اور نالہ و فغاں کا پیکر۔

مور، جنت اور لذت کی حرص کا اسیر۔

باز، مرتبے اور شاہی قرب کا خواہاں۔

بطخ، دنیاوی علائق میں اُلجھی روح۔

پرندوں کو ہُد ہُد سمجھاتا ہے کہ اصل بادشاہ سیمرغ ہے، جو قاف کے پار جلوہ گر ہے۔ سفر کی سات وادیاں (طلب، عشق، معرفت، استغناء، توحید، حیرت، فنا) طے کرنے کے بعد جب تیس پرندے باقی رہتے ہیں تو وہ دیکھتے ہیں کہ جس سیمرغ کو وہ ڈھونڈ رہے تھے وہ دراصل انہی کا عکس ہے۔ حقیقت باہر نہیں، باطن میں ہے۔

مشترکہ نکتہ

کبیر کی "اُلٹی بانی" اور عطار کی منطق الطیر دونوں کا لب لباب ایک ہی ہے:

عقل کی منطق محدود ہے، حقیقت اس سے ماورا ہے۔

عشق کی مستی میں پیمانے بدل جاتے ہیں: کمزور قوی پر غالب آتا ہے، عاجز غالب ہو جاتا ہے۔

اصل سفر باطن کا ہے، اور منزل وہی ہے جہاں سالک دیکھتا ہے کہ جس حقیقت کو وہ باہر تلاش کر رہا تھا وہ اس کے اپنے اندر جلوہ گر ہے۔

رومی نے اسی لیے کہا تھا:

چیست مستی؟ حس ہا مبدل شُدن
چوب گز در نظر صندل شُدن

(مستی کیا ہے؟ یہ کہ حواس بدل جائیں، اور عام لکڑی عاشق کی نگاہ میں صندل بن جائے۔)

نتیجہ

یوں کبیر، عطار اور رومی تینوں ایک ہی راز کے امین ہیں:

انسان دراصل ایک عالم صغیر ہے، اس کی ہستی میں سب پرندے، سب حیوان، سب قوتیں جمع ہیں۔

جب یہ سب عشق کے قاف کے سفر پر نکلیں تو آخر میں سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ سیمرغ بھی وہی ہے، "حق" بھی وہی ہے، اور حقیقت بھی اس کے اپنے اندر ہے۔

उलटी गंग समुद्रहिं सोखै। ससि अउ सूरहिं ग्रासै।।
नव ग्रह मारि रोगिया बैठे। जल में बिंबु प्रगासै।।
बिनु चरनन को दहुँ दिसिधावै। बिनु लोचन जग सूझै ।।
ससा उलटि सिंह को ग्रासै। ई अचरज कोई बूझै ।।
अउंधे घडा नहीं जल बूड़े। सूधे सो जल भरिया।।
जेहि कारण नर भिन्न-भिन्न करै। सो गुरू परसावे तरिया।।
बैठि गुफा में सभजग देखै। बाहर किछउ न सूझै ।।
उलटा बान पारधिहीं लागै। सूरा होय सो बूझै ।।
गायन कहैं कबहुं नहिं गावै। अनबोला नित गावै।।
नटवट बाजा पेखनि पेखै। अनहद हेत बढ़ावै।।
कथनी बदनी निजुकै जीवै। ई सम अकथ कहानी।
धरती उलटि अकासहिं बघे। ई पुर्खन की बानी।।
बिना पिआला अमृत अंचवै।नदी नीर भरि राखै।
कहैं कबीर सो जुग-जुग जीवै। जो राम सुधा रस चाखै।

سنتو جاگت نیند نہ کیجے۔

کال نہ کھائے کلپ نہیں ویاپے۔ دیہہ جرا نہیں چھیجے۔
اُلٹی گنگ سمُد رہیں سوکھے۔ سَسِ اَوَ سور ہیں گراسے۔
نوگرہ مار روگیا بیٹھے۔ جل میں بمبُ پرگاسے۔
بنُ چرنن کو دہُس دِس دھاوے۔ بنُ لو چن جگ سُوجھے۔
سسا اُلٹ سنگھ کو گراسے۔ ای اچرج کوئی بوجھے۔
اَوندھے گھڑا نہیں جل بوڑے۔ سُودھے سو جل بھریا۔
جے ہِ کارن نر بھِن بھِن کرے۔ سو گرو پرساوے تریا۔
بیٹھ گُفا میں سبھ جگ دیکھے۔ باہر کچھ ءُن سُوجھے۔
اُلٹا بان پار دہیں لاگے۔ سورا ہوے سو بوجھے۔
گاین کہیں کبہُ نہیں گاوے۔ اَنبولا نت گاوے۔
نٹ وٹ باجا پیکھن پیکھے۔ اَنہد ہیت بڑھاوے۔
کتھنی بدنی نجُگسئ جیویَے۔ ای سَم اکتھ کہانی۔
دھرتی اُلٹ اکاسہں بگھے۔ ای پُرکھن کی بانی۔
بنا پیالا امرت اَچوے۔ ندی نیر بھری راکھے۔
کہیں کبیر سو جگ جیویَے۔ جو رام سُدھا رس چاکھے۔

ترجمہ:

اے ولیو! جاگتے ہیں سونا نہیں، موت کھا نہیں جاتی۔ جگ احاطہ نہیں کرتے۔ بڑھاپا جسم کو چاٹ نہیں جاتا۔ برخلاف گنگا سمندر کو ہڑپ کر جاتی ہے. اور اندھیرا

سورج کو گرہن میں سے لیتا ہے ۔ بیمار آدمی تو ستاروں کے جھرمٹ کو بلاک کر دیتا ہے ۔ پانی کے اندر نور عکس دیتا ہے ۔کوئی بغیر پاؤں کے دس جہات میں دوڑتا ہے ۔بغیر آنکھ کے دنیا کا نظارہ کرتا ہے ۔خرگوش شیر کو ہڑپ کر جاتا ہے ۔ایسے عجائبات کل کون بتا سکتا ہے سرنگوں گھڑا پانی میں ڈوب نہیں سکتا ۔سیدھا گھڑا اُس سے بھر جاتا ہے ۔کیا سبب ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے مختلف ہیں گرو کی مہربانی سے اُسے نجات ملتی ہے غار کے اندر کوئی ساری دنیا کا نظارہ کرتا ہے باہر کچھ نہیں دکھائی دیتا ۔تیر الٹی سمت میں پلٹ کر شکاری کا خاتمہ کرتا ہے ،صرف بہادر ہی ساتھ داری دے سکتا ہے گویے کو گانے کے لیے وہ گا نہیں سکتا گونگا ہمیشہ گاتا ہے ۔نٹ اپنا کھیل رچا رہا ہے اور دنیا کے تماشائی محوِ نظارہ ہیں ۔بے چینی کا سبب بڑھ گیا ہے ۔ بیان اپنی جانچ آپ کرتا ہے یہ ایک ناقابل بیان کہانی ہے یہ کسی آدمی کا لطف ہے ۔بغیر عینک کے آب حیات پیجتا ہے ۔ دریا جمع شدہ پانی کو دور کرتا ہے ۔کبیر کہتا ہے وہی لافانی ہے جو خدا کے عشق کی مے پیتا ہے ۔

ऐसो अद्‌भुत मेरे गुरू कहत्या, मैं रहयो अचंभे।
मूसा हस्ती सूं लड़े, कोइ बरला पैं अगे।।१।।

मूसा पीठा, बाम्बी मालटे, साँपड़ै धाई।
उलटी मूसा साँपड़ै गिली, हवा चर्ज भाई ।।२।।

चींटी परबत बैठ उस्तार्या, ले राख्यो जोरे।
मुर्गा मनखी सूं लड़े, झील पाणी दोड़े ।।३।।

सुरही चूसै बछतली, बछा दूध उतारे।
ऐसी नवल गुनि भई, सार दू लही मारे ।।४।।

भील लुक्या बन बीझ मां, साँस सर मारे।
कहै कबीर गुरू करो, जोया पद बिचारे।।५।।

ایسو ادبھت میرے گرو کہتیا، میں رہیو اچمبے
موسا ہستی سُوں لڑے، کوئی برلا پیں اگے

موسا پیٹھا، بامبی مالٹے، سانپڑیں دھائی
الٹی موسا سانپڑیں گلی، یہوا چرج بھائی

چینٹی پربت بیٹھ اُستاریا، لے راکھیو جوڑے
مرگا منکھی سُوں لڑے، جھیل پانی دوڑے

سرہی چوسے بچھتلی، بچا دودھ اُتارے
ایسی نول گُن بھئی، سار دُو لہی مارے

بھیل لُکیا بن بیجھ ماں، سانس سر مارے
کہے کبیر گرو کرو، جو یا پد بچارے

ترجمہ : گرو نے عجیب عجیب باتیں کہیں، میں حیران رہ گیا۔ چوہے نے ہاتھی سے لڑائی کی، ایسا بہت کم دیکھنے میں آتا ہے۔

چوہا بل میں گھسا تو سانپ گھبرا کر بھاگ گیا، الٹا چوہے نے سانپ کو نگل لیا بی یہ تو بڑا ہی عجیب تماشا تھا۔

چیونٹیوں نے پہاڑ کو نوچ کر اکھاڑ پھینکا، اور اسے اندر سے کھوکھلا کر دیا۔

مرغے نے آدمی سے لڑائی کی، اور مچھلی پانی کو چھوڑ کر پیچھے دوڑی۔

گائے بچھڑی کو چوسے، بچھڑا ہی دودھ دینے لگا۔

ایسی ایسی نئی نئی اور انوکھی باتیں ہوئیں کہ ہرن نے شیر کو مار ڈالا۔

شکاری جنگل میں چھپ گیا، اور خرگوش نے تیروں کی بارش کر دی۔

کبیر کہتا ہے : اُسے ہی گرو ماننا چاہیے جو اِن الٹی سیدھی باتوں کے اصل بھید کو سمجھا سکے۔

باب :۴

تعلیماتِ کبیر: ایک اجمالی خاکہ

साहिब मेरा एक है, दूजा कहा न जाए,
दूजा साहिब जो कहूँ, दूजा खड़ा रसाए

صاحب میرا ایک ہے، دو جا کہا نہ جائے
دوجا صاحب جو کہوں، صاحب کھرا رسائے

ترجمہ: میرا مالک ایک ہے، اسے دو کہنا ممکن نہیں۔ اگر میں دو کہوں تو وہ سچا مالک ناراض ہو جائے گا۔

کبیرؔ کی بانی محض شاعرانہ اقوال نہیں، بلکہ ایک مکمل روحانی، اخلاقی اور سماجی فلسفہ ہے۔ وہ نہ صرف ہندوستان کی بھکتی روایت کے ستون ہیں بلکہ اسلامی تصوف کے ہم آواز بھی ہیں۔ ان کی تعلیمات کو ذیل کے نکات میں سمیٹا جا سکتا ہے:

۱۔ توحید اور وحدت

کبیر کے نزدیک حقیقت ایک ہے یعنی خالق یکتا۔ وہ نہ مندر میں محدود ہے نہ مسجد میں، نہ مورتی میں نہ محراب میں۔ وہی ہر ذرے میں ہے اور خاص طور پر انسان کے باطن میں:

ज्यों तिल माहि तेल है, ज्यों चकमक में आग
तेरा साईं तुझ ही में है, जाग सके तो जाग

جیوں تل ماہیں تیل ہے، جیوں چکمک میں آگ
تیرا سائیں تجھ میں بسے، جاگ سکے تو جاگ

तेरा साईं तुझ में, ज्यी पुहुपन में बास।
कस्तूरी का मृग ज्यो, फिर फिर ढूंढे घास।

تیرا سائیں تجھ میں بسے، جیوں پہوپن میں باس
کستوری کا مرگ جیوں، پھر پھر ڈھونڈے گھاس

ترجمہ: تیرا رب تیرے اندر ہی ہے جیسے پھول میں خوشبو۔مگر انسان اس کستوری ہرن کی طرح ہے جو اپنی ناف میں خوشبو رکھتے ہوئے بھی جنگل میں ڈھونڈتا ہے۔

ज्यों नैनों में पुतली, त्यों खालिक घट माहीं
मूरख लोग न जानहिं, बहार धुढंन जाहिं

جیوں نینن میں پوتلی، تیوں خالق گھٹ مانہہ
مورکھ لوگ نہ جانہیں، باہر ڈھونڈن جانہہ

ترجمہ: جیسے آنکھ کی پتلی آنکھ کے اندر ہی ہے، ویسے ہی خالق تیرے دل میں ہے۔نادان لوگ اسے باہر ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔

जाको राखे साईया,मार सके ना कोय।
बाल बांका ना कर सके,जो जग बैरी होय।

جا کو راکھے سائیاں، مار نہ سکے کوئے
بال نہ بانکا کر سکے، جو جگ بیری ہوئے

ترجمہ: جس کی حفاظت خدا کرتا ہے، اسے کوئی مار نہیں سکتا۔اگر ساری دنیا دشمن ہو جائے تب بھی اس کا بال بیکا نہیں ہو سکتا۔

۲۔قوی اور طاقتور خالق مخلوق میں

मोको कहाँ ढूँढे रे बन्दे, मैं तो तेरे पास में ।
ना तीर्थ में, ना मूरत में, नाएकांत निवास में ।।

موکو کہاں ڈھونڈھے رے بندے، میں تو تیرے پاس میں
نہ تیرتھ میں، نہ مورت میں، نہ ایکانت نواس میں

ترجمہ: اے انسان! مجھے کہاں ڈھونڈتا ہے؟ میں تو تیرے پاس ہی ہوں۔ نہ میں تیرتھوں میں ہوں، نہ مورت (بت) میں، نہ ہی کسی سنسان آشرم میں۔

पाहन पूजे हरि मिले, तो मैं पूजूँ पहार ।
ताते यह चाकी भली, पीसि खाय संसार ।।

پاہن پوجے ہری ملے، تو میں پوجوں پہاڑ
تاتے یہ چاکی بھلی، پیس کھائے سنسار

ترجمہ: اگر پتھر پوجنے سے خدا ملتا تو میں پورا پہاڑ ہی پوجتا۔ اس سے تو یہ چکی بہتر ہے، جو پتھر پیس کر ساری دنیا کا پیٹ بھرتی ہے۔

ان کے مطابق ''من'' ہی اصل معبد ہے۔ جو اپنے دل کو پاک کر لے، وہی حقیقت کو پالیتا ہے۔ خدا کو باہر ڈھونڈنا بھٹکنا ہے، اصل خزانہ انسان کے اندر ہے۔

۳۔ریاکاری کی مذمت

کبیر نے بار بار کہا کہ رسمی عبادات، تسبیح، غسل اور ظاہری نمائش بے کار ہیں اگر دل کی حالت نہ بدلے:

माला फेरत जुग भया, फिरा न मन का फेर।
कर का मनका डार दे, मन का मनका फेर। ।।

مالا پھیرت جگ بھیا، پھرا نہ من کا پھیر
کر کا منکا ڈال دے، من کا منکا پھیر

یعنی سالہا سال مالا پھیرتا رہا مگر دل کا حال نہ بدلا ہاتھ کی مالا چھوڑ دے دِل کی مالا پھیر۔ یعنی دِل کو بدل۔

۴۔اخلاقی اقدار

کبیر ظاہری عبادت اور ریاکاری کے خلاف تھے

जहाँ दया तहां धर्म है, जहाँ लोभ वहां पाप।
जहाँ क्रोध तहां काल है, जहाँ क्षमा वहां आप।।

جہاں دیا تہاں دھرم ہے، جہاں لالچ تہاں تاپ
جہاں کرودھ تہاں کال ہے، جہاں چھما وہاں آپ

کبیر کے نزدیک اصل مذہب سچائی، رحم، معافی اور انکساری ہے۔ لالچ، جھوٹ، غصہ اور نفرت سب سے بڑے گناہ ہیں۔ ان کا قول ہے:

جہاں دیا تہاں دھرم ہے، جہاں لالچ تہاں پاپ

۵۔مساوات اور عدل

کبیر ذات پات اور مذہبی تفریق کے سخت مخالف تھے۔ ان کے نزدیک اعلیٰ ذات کا فخر بے معنی ہے اگر اعمال نیک نہ ہوں۔ وہ کہتے ہیں:

ऊँचे कुल का जनमिया पर करनी ऊँची न होय।
सुवर्ण कलश सुरा भरा, साधू निंदा होय। कबीर दास

اونچے کُل میں جامیا، کرنی اونچ نہ ہوے
سورن کلش سُرا بھری، سادھو نندا سوے

۶۔وقت اور موت کا شعور

کبیر نے انسان کو متنبہ کیا کہ زندگی انمول ہے اور دوبارہ نہیں ملے گی۔موت ہر وقت قریب ہے،اس لیے عمل کل پر نہ چھوڑو:

काल करे सो आज कर, आज करे सो अब।
पल में प्रलय होएगी, बहुरि करेगो कब।।

کال کرے سو آج کر، آج کرے سو اب
پل میں پرلے ہوئیگی، بُہوری کرے گا کب

۷۔گفتار اور زبان کی اخلاقیات

ان کے نزدیک زبان اخلاق کا سب سے بڑا آئینہ ہے۔کڑوی بات دل جلاتی ہے،جبکہ سچّی اور نرم گفتاری امرت کی بارش کی طرح ہے۔

ऐसी वाणी बोलिए मन का आप खोए
औरन को शीतल करे, आपहुं शीतल होए

ایسی وانی بولیے، من کا آپا کھوئے
اورن کو شیتل کرے، آپہوں شیتل ہوئے

۸۔ظلم کی مذمت اور مظلوم کی دعا

کبیر نے کمزوروں پر ظلم کو سب سے بڑا پاپ قرار دیا۔ان کے مطابق مظلوم کی ’’ہائے‘‘بڑے سے بڑے ظالم کو جلا دیتی ہے:

दुर्बल को न सताइये, जा की मोटी हाय।
बिना जीव की श्रवास से, लोह भसम हो जाय।।

دُربل کو نہ ستایئے، جا کی موٹی ہائے
بنا جیو کی ہائے سے، لوہا بھسم ہو جائے

۹۔دنیا کی ناپائیداری

पानी केरा बुदबुदा, अस मानुस की जात।
एक दिना छिप जाएगा,ज्यों तारा परभात।।

پانی کا ہے بُلبلا ، اس مانُش کی جات
دیکھت ہی چھپ جائینگے، جیوں تارا پربھات

ان کے نزدیک دنیا پانی کے بلبلے کی مانند ہے۔انسان لمحوں میں فنا ہو جاتا ہے، اور نجات صرف گیان و پریم میں ہے۔

दुर्लभ मानुष जन्म है, देह न बारम्बार,
तरुवर ज्यों पत्ता झड़े, बहुरि न लागे डार

دُربلھ مانوش جنم ہے، دیہ نہ بارمبار
تروور جیوں پتّا جھڑے، بہُری نہ لاگے ڈار

انسانی جنم نایاب ہے، یہ جسم بار بار نہیں ملتا۔جیسے درخت سے پتہ گر جائے تو دوبارہ نہیں جڑتا، ویسے ہی یہ زندگی دوبارہ نہیں ملتی۔

۱۰۔گرو اور رہنمائی

गुरू गोविन्द दोऊ खड़े, काके लागूं पांय।
बलिहारी गुरू अपने गोविन्द दियो बताय।।

گرو گووند دونوں کھڑے، کاکے لگوں پاؤں
بلہاری گرو آپنے، جن گووند دیو بتایا

کبیر نے گرو کو وہ چراغ کہا جو اندھیرے دل کو روشنی دیتا ہے۔گرو ہی نے راہ دکھائی تو خدا تک رسائی ممکن ہے:

11 صلح کل اور رحمتِ عالم

कबीरा खड़ा बजार में, सब की चाहे खैर।
ना काहू से दोस्ती, ना काहू से बैर।।

کبیر کھڑا بازار میں ، سب کی چاہے کھیر
نا کاہو سے دوستی، نا کاہو سے بیر

کبیر صلح کل کا پیامبر ہے وہ نہ تو کسی سے دشمنی کرتا ہے نہ ہی خود غرضی کی دوستی کا ڈھونگ رچاتا ہے وہ تو سب کا بھلا چاہتا ہے۔

12 عاجزی اور انکساری

तिनका कबहुँ ना निन्दिये, जो पाँवन तर होय।
कबहुँ उड़ी आँखिन पड़े, तो पीर घनेरी होय।।

تنکا کبھوں نا نندیئے، جو پاؤں تر ہو
کبھوں اُڑی آنکھن پڑے، تو پیڑ گھنیری ہو

ترجمہ: کبیر کہتے ہیں کہ کسی چھوٹی سی چیز یہاں تک کہ ایک تنکے کو بھی کبھی حقیر نہ جانو، چاہے وہ تمہارے قدموں تلے کچلا ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اگر وہی معمولی سا تنکا اُڑ کر آنکھ میں جا گرے تو شدید ترین تکلیف دیتا ہے۔

تقابلی حوالے:

بابا فرید نے کہا:

فریدا خاک نہ نندیے، خاکو جیڈ نہ کوئے
جیوندیاں پیراں تلے، مویاں اوپر ہوئے

(اے فرید! مٹی کی تحقیر نہ کر، زندگی میں یہ پیروں تلے ہے مگر مرنے کے بعد یہی

ہماری پردہ پوشی کرتی ہے۔)

یہی مساوات کی تعلیم ہے کہ سب انسان آخر کار اسی خاک میں مل جاتے ہیں۔

عاجزی سے مقصد ملتا ہے

ऊंचे पानी न टिके, नीचे ही ठहराय।

नीचा होय सो भरि पिये,ऊंचा प्यासा जाय।

اونچے پانی نہ ٹکے، نیچے ہی ٹھہرائے

نیچا ہوئے سو بھر پیے، اونچ پیاسا جائے

پانی اونچی جگہ پر کبھی نہیں رکتا بلکہ نیچی جگہ میں ٹھہرتا ہے۔اسی طرح عاجزی اختیار کرنے والا فیض پاتا ہے،اورغرور والا ہمیشہ پیاسا رہتا ہے۔

نتیجہ

کبیر کی تعلیمات کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ:

خدا انسان کے اندر ہے۔

ریاکاری نہیں، بلکہ دل کی سچائی اصل ہے۔

سچ، رحم، معافی اور عدل ہی حقیقی مذہب ہیں۔

ذات پات اور تفریق فریب ہے، سب انسان برابر ہیں۔

وقت قیمتی ہے، موت یقینی ہے، اور نجات صرف پریم اور گیان میں ہے۔

یوں کبیر کا کلام محض بھکتی نہیں بلکہ ایک عالمی پیغام ہے، جو انسان کو رسموں کے شور سے نکال کر دل کی خاموشی اور سچائی کی طرف بلاتا ہے۔

باب : ۵

کبیر کے شاہکار دوہے مع توضیح

ا۔مرشد کی عظمت

सबधरती कारज करूँ, लेखनी सब बनराय ।
सात समुद्र की मसि करूँगुरुगुन लिखा न जाय ।।

سب دھرتی کاگز کروں، لیکھنی سب بن رائے
سات سمدر کی مسی کروں، گرو گن لکھا نہ جائے

توضیح:

کبیرؔ کہتے ہیں : اگر ساری زمین کاغذ بن جائے، سارے درخت قلم اور ساتوں سمندر سیاہی، تب بھی سچے گرو (مرشد) کی شان اور اوصاف مکمل طور پر نہیں لکھے جاسکتے۔ یعنی مرشد کی عظمت لامحدود ہے اور زبان اس کے احسانات کا احاطہ نہیں کرسکتی۔

۲۔سالک اور وحدت میں گم ہوجانا

हिरत हिरत हिरया, रहा कबीरा हिराय ।
बूंद समाई समुद्र में, सो कित हिरि जाय ।।

ہیرت ہیرت ہیریا، رہا کبیرا ہرائے
بوند سمائی سمندر میں، سو کت ہیری جائے

توضیح: ڈھونڈتے ڈھونڈتے کبیر خود ہی کھو گئے، جیسے بوند سمندر میں جا کر اپنی

ہستی گم کر دیتی ہے۔سوال یہ ہے کہ جب قطرہ سمندر میں مل جائے تو پھر اس کو کہاں ڈھونڈا جا سکتا ہے؟ یہی فنافی اللہ کا استعارہ ہے۔

۳۔غوطہ لگانے کی جرات

गोता मारा सिंधु में, मोती लाए पैठि।
वह क्या मोती पाएँगे, रहे किनारे बैठि।।

غوطہ مار سندھو میں، موتی لائے پیٹھ
وہ کیا موتی پائیں گے، جو رہے کنارے بیٹھ

توضیح: جو دریا میں اتر کر غوطہ لگاتا ہے وہی موتی پاتا ہے۔محض کنارے پر بیٹھے رہنے والوں کے حصے میں کچھ نہیں آتا۔مطلب یہ کہ روحانی حقیقت کی تلاش جرات، قربانی اور کوشش مانگتی ہے۔

۴۔پنڈت اور مشعلچی

पंडित और मशालची, दोनों सूझे नांहि ।
औरन को कर चांदना, आप अंधेरे मांहि ।।

پنڈت اور مشعلچی دونوں سوجھے ناہیں
اورن کو کرے چاندنا، آپ اندھیرے ماہیں

توضیح: پنڈت اور مشعلچی دونوں دوسروں کو روشنی دکھاتے ہیں مگر خود اندھیرے میں رہتے ہیں۔کبیر کا طنز یہ ہے کہ محض علم بانٹنے یا وعظ کرنے سے کچھ نہیں ہوتا، اصل روشنی وہ ہے جو انسان کے اپنے اندر چراغ جلائے۔

۵۔ہیرا اور کھوٹا بازار

हीरा तहां नखोलिए, जहंखोटी है हाट ।
कसकर बांधो गाठरी, उठकर चालो हाट ।।

ہیرا تہاں نہ کھولئے جہاں کھوٹی ہے ہاٹ
کس کر باندھو گاٹھری، اٹھ کر چالو ہاٹ

توضیح: جہاں بازار کھوٹا ہو وہاں اپنا ہیرا نہ دکھاؤ۔ اصل موتی کو چھپا کر رکھو اور اپنا راستہ لو۔ یہ حکمت ہے کہ سچائی اور معرفت کو ہمیشہ موزوں اور اہل دل کے سامنے ہی ظاہر کرنا چاہیے، ورنہ نااہل لوگ اسے بے قیمت سمجھ کر رد کر دیتے ہیں۔

۶۔ اعتدال کی حکمت

अति का भला न बोलना, अति की भली न चूप ।
अति का भला न बरसना, अति की भली नधूप ।।

اتی کا بھلا نہ بولنا، اتی کی بھلی نہ چوپ
اتی کا بھلا نہ برسنا، اتی کی بھلی نہ دھوپ

توضیح: کبیر کا سبق ہے کہ ہر چیز میں اعتدال ضروری ہے۔ نہ زیادہ بولنا اچھا ہے نہ بالکل خاموشی۔ نہ ضرورت سے زیادہ بارش اچھی ہے نہ حد سے زیادہ دھوپ۔ یہی توازن زندگی کی اصل راہ ہے۔

۷۔ شیر کی تنہائی

सिंह अकेला बन रहे, पलक पलक कर दौर ।
जैसा बन है आपना,तैसा बन है और ।।

شیر اکیلا بن رہے، پلک پلک کرے دور
جیسا بن ہے آپنا، تیسا بن ہے اور

توضیح: شیر اکیلا جنگل میں رہتا ہے۔ اسی طرح کامل انسان یا صوفی دنیا کے ہجوم سے الگ ہو کر اپنی تنہائی میں حق کی تلاش کرتا ہے۔ ہر ایک کی اپنی راہ ہے، اپنی تقدیر

ہے۔مطلب یہ کہ سالک کو دوسروں سے حسد یا موازنہ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اپنی راہ پر اکیلے ہی استقامت کے ساتھ چلنا چاہیے۔

۸۔صوفی کی پہچان

साधु ऐसा चाहिए, जैसा सूप सुभाय ।
सार-सार को गहि रहै, थोथा देई उड़ाय ।।

سادھو ایسا چاہیے، جیسا سوپ سبھائے
سار سار کو گہی رہے، تھوتھا دیئی اُڑائے

توضیح: سچا صوفی وہ ہے جو چھاج کی طرح قیمتی دانے (حقیقت) کو رکھے اور بھوسہ (فریب) کو اُڑا دے۔مطلب یہ کہ روحانی انسان کو چاہیے کہ اصلی اور باطنی سچائی کو تھامے اور فریب وریا کو چھوڑ دے۔

۹۔کائناتی استعارہ (چکی)

चलती चक्की देख के, दिया कबीरा रोये ।
दो पाटन के बीच में, साबुत बचा न कोए ।।

چلتی چکی دیکھ کر، دیا کبیرا روئے
دو پاٹ کے بیچ میں، ثابت بچا نہ کوئے

ترجمہ: چکی کو گھومتے دیکھ کر کبیر رونے لگے۔زمین وآسمان کے دو پاٹوں کے بیچ کوئی دانہ سلامت نہیں رہتا۔(یعنی انسان بھی وقت اور موت کی گردش میں کچلا جاتا ہے۔)

۱۰۔عشق کا کھیل

भक्ति गेंद चौगान की, भावे कोई ले जाय ।
कह कबीर कुछ भेद नहीं, कहा रंक कह राय।।

بھگتی گیند چوگان کی، بھاوے کوئی لے جائے
کہے کبیر کچھ بھید نہیں، کیا رنک کیا رائے

توضیح: بھگتی (عشقِ حقیقی) چوگان کی گیند ہے، جسے جو چاہے لے سکتا ہے۔ یہاں امیر اور غریب میں کوئی فرق نہیں۔ مطلب یہ کہ خدا کا راستہ سب کے لیے برابر ہے، شرط صرف طلب اور عشق کی ہے۔

۱۱۔ وقت اور فنا

माली आवत देखिकै, कलियां करत पुकार ।
फूळो फूली चुन लिये, काल्हि हमारी बार ।।

مالی آوت دیکھ کے، کلیاں کرت پکار
پھولو پھولی چن لئے، کالھ ہماری بار

توضیح: جب مالی آتا ہے تو کلیاں پکارنے لگتی ہیں : پہلے کھلے ہوئے پھول توڑ لیے جائیں گے، کل ہماری باری ہے۔ مطلب : وقت کسی کو نہیں چھوڑتا، آج کسی کی باری ہے کل ہماری۔ اس میں موت کی یقینی حقیقت اور فنا کا سبق ہے۔

۱۲۔ ظلم اور بددعا

दुर्बल को न सताइए, जा की मोटी हाय ।
बिना जीव की हा, से लोहा भस्म हो जाय ।।

دُربل کو نہ ستایئے، جا کی موٹی ہائے
بنا جیو کی ہائے سے، لوہا بھسم ہو جائے

توضیح: کمزور کو کبھی مت ستاؤ، اس کی آہ بہت وزنی ہوتی ہے۔ جیسے مردہ جانور کی کھال سے بنی دھونکنی لوہے کو جلا دیتی ہے، ویسے ہی مظلوم کی بددعا ظالم کو راکھ کر دیتی ہے۔

۱۴ عشق سر کی بازی

ये तो घर है प्रेम का, खाला काघर नाहिं।
सीस उतारे भुँई धरे, तब बैठेंघर माहिं ।।

یہ تو گھر ہے پریم کا، کھالا کا گھر ناہیں
سیس اُتا دے بھویں دھرے، تب بیٹھے گھر ماہیں

یہ خدا کا گھر ہے، یہ انا (خالہ) کا گھر نہیں۔ یہاں بیٹھنے کے لیے سر جھکانا پڑتا ہے۔ تبھی محبوب کے گھر میں داخلہ ممکن ہے۔

۱۵۔ نیرنگیٔ مالک کل

साईं मेरा बानिया, सहजि करे व्यापार
बिन डांडी बिन पालडे, तौले सब संसार

سائیں میرا بانیا سہج کرے بیوپار
بن ڈانڈی بن پالڑے، تولے سب سنسار

ترجمہ: میرا خدا بڑا عجیب تاجر ہے، بغیر ترازو اور پلڑے کے وہ ساری دنیا کو تول دیتا ہے۔

۱۶۔ معرفت کا پانی ایک ہی گھاٹ سے ملتا ہے۔

कबीरा कुआ एक है, पनिहारी अनेक।
बर्तन सब न्यारे भये, पानी सब मेंएक।।

کبیر کنواں ایک ہے، پنیہاری انیک
برتن سب نیارے بھئے، پانی سب میں ایک

کنواں سے مراد منبع و ماخذ ہے یعنی سب کا منبع ایک ہی قدرت کاملہ ہے البتہ

برتن الگ الگ قسم کے ہیں۔ یہاں برتن شکل انسانی کا استعارہ بھی ہے۔

۱۷۔ظاہری رسوم کی مخالفت

नहाए धोए क्या हुआ, जो मन मैल न जाए।
मीन सदा जल में रहे, धोए बास न जाए

نہائے دھوئے کیا ہوا، جو من میل سمائے
مین سدا جل میں رہے، دھوئے باس نہ جائے

نہانے دھونے سے کیا حاصل اگر دل کی میل باقی رہے؟ مچھلی ہمیشہ پانی میں رہتی ہے، مگر اس کی بدبو کبھی نہیں جاتی۔

۱۸۔ڈھائی اکھر پریم کے

पोथी पढ़ि-पढ़ि जग मुआ, पंडित भया न कोय
ढाई आखर प्रेम का, पढ़े सो पंडित होय

پوتھی پڑھ پڑھ جگ مرا، پنڈت بھیا نہ کوئے
ڈھائی آخر پریم کا، پڑھ لے سو پنڈت ہوئے

کتابیں پڑھ پڑھ کر دنیا مرگئی مگر کوئی سچا عالم نہ بن سکا۔ اگر کوئی صرف ''ڈھائی اکھر پریم کے'' پڑھ لے تو وہی اصل عالم ہے۔

۱۹۔سچ بولنا بڑی ریاضت اور تپسیا ہے۔

साँच बराबर तप नहीं झूठ बराबर पाप।
जाके हिरदय साँच है, ताके हिरदय आप।।

سانچ برابر تپ نہیں، جھوٹ برابر پاپ
جاکے ہردے سانچ ہے، تا ہردے گرو آپ

سچائی سے بڑھ کر کوئی ریاضت نہیں اور جھوٹ سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔ جس کے دل میں سچ ہے، اس کے دل میں خود گرو (حق) موجود ہے۔

۲۰۔خوبی وفن کی قدردانی

जब गुण को गाहक मिले, तब गुण लाख बिकाई।
जब गुण को गाहक नहीं, तब कौड़ी बदले जाई।

جب گُن کو گاہک ملے، تب گن لاکھ بکائی
جب گن کو گاہک نہیں، تب کوڑی بدلے جائی

جب خوبی کو پہچاننے والا موجود ہوتو اس کی قیمت لاکھوں میں ہے، اور جب کوئی پہچاننے والا نہ ہوتو وہی خوبی کوڑیوں کے بھاؤ بک جاتی ہے۔

۲۱۔صبر و استقلال

धीरे-धीरे रे मना, धीरे सब कुछ होय ।
माली सींचे सौ घड़ा, ॠतु आए फल होय ।।

دھیرے دھیرے رے منّا، دھیرے سب کچھ ہوے
مالی سینچے سو گھڑا، رُت آئے پھل ہوے

اے دل! سب کچھ آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ باغبان سو گھڑے پانی ڈال دے، تب بھی پھل موسم آنے پر ہی لگتا ہے۔

۲۲۔میٹھے بول

ऐसी वाणी बोलिए मन का आपखोए
औरन कोशीतल करे, आपहुं शीतल होए

ایسی وانی بولیے، من کا آپا کھوئے
اورن کو شیتل کرے، آپ ہو شیتل ہوئے

ایسی بات کہو جس میں ”میں“ اور غرور نہ ہو۔ایسی بات جو دوسروں کے دل کو ٹھنڈک دے اور خود تمہیں بھی سکون بخشے۔

۲۳۔کڑوے بول

कुटिल वचन सबसे बुरा, जा से होत न चार ।
साधू वचन जलरूप है, बरसे अमृतधार ।।

کُٹِل وچن سب سے بُرا، جارج کرے تن ہار
سادھو وچن جل روپ، برسے امرت دھار

کڑوے اور ٹیڑھے الفاظ سب سے بُرے ہیں، یہ جسم کو جلا ڈالتے ہیں۔جبکہ نیک لوگوں کے بول میٹھے پانی کی مانند ہیں، جو امرت کی بارش کی طرح ٹپکتے ہیں۔

बुरा जो देखन मैं चला, बुरा न मिलिया कोय।
जो दिलखोजा आपना, मुझसे बुरा न कोय।।

برا جو دیکھن میں چلا، برا نہ ملیا کوئے
جو دل کھوجوں آپنا، مجھ سے برا نہ کوئے

یعنی میں برا ڈھونڈنے نکلا، مگر کوئی برا نہ ملا۔جب اپنے دل کو ٹٹولا تو مجھ سے برا کوئی نہ نکلا۔

۲۵ بُرا پڑوس

कबीरा तेरीझोंपड़ी गल कटियाँ के पास
जो करेंगे सो भरेंगे तू क्यों भयो उदास

کبیرا، تیری جھونپڑی گل کٹّن کے پاس
کرن گے سو بھرن گے، تم کیوں بھئے اداس

کبیر! تیری جھونپڑی تو گلا کاٹنے والوں (ظالموں) کے بیچ میں ہے۔جو کریں

گے وہ خود بھریں گے (اپنے اعمال کا پھل پائیں گے)، تو کیوں اداس ہوتا ہے؟

۲۶۔نفس امارہ کو جلادو۔

आशा का ईंधन करो, मनशा करो बभूत
जोगी फेरी यों फिरो, तब वन आवे सूत

آشا کا ایندھن کرو، منسا کرو بھبھوت
جوگی پھیری یوں ہرو، تب بُن آوے سوت

اپنی لالچ کو ایندھن بنادو اور خواہشات کو راکھ کردو۔جوگی تب ہی سچائی کا دھاگا پا سکتا ہے۔

(اشارہ : ظلم اور حرص صرف خواہشات کے سبب ہیں، ان کا توڑ ضبط اور قناعت ہے۔)

۲۷۔پیرومُرشد کی اہمیت

कबीरा ते नर अँध है, गुरू को कहते और ।
हरिरूठे गुरू ठौर है, गुरू रूठे नहीं ठौर ।।

کبیر تے نر اندھ ہیں، گرو کو کہتے اور
ہری روٹھے گرو ٹھور ہے، گرو روٹھے نہیں ٹھور

ترجمہ : کبیر نرے اندھے جو گرو کو خدا سے الگ کہتے ہیں ۔اگر خدا ناراض ہو جائے تو گرو کی پناہ ہے، مگر اگر گرو ہی ناراض ہو جائے تو پھر کوئی سہارا نہیں۔

कबीरा मन निर्मल भया, जैसे गंगा नीर ।
पाछे पाछे हरी फिरे, कहत ष्कबीर, कबीर ।

جب کبیر کا دل بالکل پاک و صاف ہو گیا
جیسے گنگا کا شفاف اور پاک پانی

تو خدا خود اُن کے پیچھے پیچھے چلنے لگا،
اور پکار کر کہنے لگا : کبیر، کبیر!

लाली मेरे लाल की, जित देखूँ तित लाल।
लाली देखन मैं गई, मैं भी हो गई लाल।।

اردو رسم الخط میں:

لالی میرے لال کی، جت دیکھوں تِت لال
لالی دیکھن میں گئی، میں بھی ہو گئی لال

اردو ترجمہ:

میرے محبوب (خدا) کی لالی (نور) ہر طرف پھیلی ہوئی ہے، جدھر بھی دیکھتی ہوں، سب کچھ اس کے نور سے رنگا نظر آتا ہے۔

خلاصہ

کبیر کے یہ منتخب دوہے ایک ہی وقت میں عرفان، اخلاق، وقت، فنا، مرشد کی عظمت، عشق اور سماجی عدل کا پیغام دیتے ہیں۔

وہ مرشد کو لامحدود عظمت کا حامل کہتے ہیں۔

عشق اور سچائی کو موتی کی مانند قرار دیتے ہیں جسے صرف غوطہ زن پا سکتے ہیں۔

دنیا کی ناپائیداری اور وقت کی بے رحمی یاد دلاتے ہیں۔ صوفی کو چھاج کی مانند بتاتے ہیں جو دانے کو رکھتا ہے اور بھوسہ اڑا دیتا ہے۔

مظلوم کی بددعا کو ظالم پر بھاری قرار دیتے ہیں۔ یوں یہ دوہے صوفیانہ حکمت اور عملی اخلاقیات کا حسین امتزاج ہیں۔

باب : ٦

تلسی : حیات اور شاعری

ابتدائی تعارف

ہندی بھکتی تحریک کے نمایاں ترین شاعروں میں گوسوامی تلسی داس (1532-1623ء) کا نام ایک آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن ہے۔ تلسی داس نے نہ صرف ہندی کو ایک مضبوط ادبی اور روحانی زبان بنایا بلکہ عوامی ذہن کو رام بھکتی کے سانچے میں ڈھال دیا۔ ان کی سب سے مشہور تخلیق رام چرتر مانس ہے، جسے آج بھی شمالی ہند کے گاؤں گاؤں میں عقیدت اور احترام کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ تلسی نے سنسکرت کی اجارہ داری توڑ کر ہندی کو وہ عزت دی کہ وہ عام انسان کی زبان میں مذہبی اور اخلاقی اقدار کی ترجمان بن گئی۔

زندگی کا خاکہ

تلسی داس اتر پردیش کے باندہ ضلع کے ایک برہمن خاندان میں پیدا ہوئے۔ روایت کے مطابق بچپن میں ہی یتیم ہو گئے اور پرورش مشکل حالات میں ہوئی۔ ابتدا میں سنسکرت کی تعلیم حاصل کی مگر بعد میں اودھی اور برج بھاشا کو اظہار کا وسیلہ بنایا تا کہ عوامی سطح پر ان کا پیغام زیادہ مؤثر ہو۔

تلسی نے ساری زندگی رام بھکتی کو اپنی اساس بنایا۔ انہوں نے رام کو صرف ایک

دیوتا نہیں بلکہ عدل واخلاق کی علامت کے طور پر پیش کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں مذہبیت کے ساتھ ساتھ انسانی اقدار اور عملی زندگی کی رہنمائی بھی ملتی ہے۔

تلسی کی شاعری کی خصوصیات

۱۔رام بھکتی کا محور

تلسی کی شاعری کا مرکزی موضوع ''رام'' ہیں۔لیکن ان کا رام صرف ایودھیا کا شہزادہ یا دیوتا نہیں بلکہ ایک ایسی آدرش شخصیت ہیں جو انسانیت کے اعلیٰ ترین اخلاقی اصولوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔رام چرتر مانس میں رام کے کردار کو رحم، صدق، عدل اور ایثار کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

राम चरित मानस तुलसीकृत, जनमानस की अमूल्य धरोहर है।

یعنی رام چرتر مانس تلسی کی تخلیق ہے اور عوامی شعور کا انمول سرمایہ ہے۔

۲۔عوامی زبان میں اظہار

تلسی کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے سنسکرت کی مشکل زبان چھوڑ کر اودھی اور برج بھاشا میں رام کتھا بیان کی۔اس نے مذہبی اور اخلاقی تعلیم کو عوام تک براہِ راست پہنچایا۔ یوں ان کی شاعری نہ صرف ادبی فن پارہ ہے بلکہ لوک روایت کا جزوِ لاینفک بھی بن گئی۔

۳۔اخلاقی اور سماجی تعلیم

تلسی کی شاعری صرف عقیدت تک محدود نہیں بلکہ اس میں اخلاقیات اور سماجی اصول بھی نمایاں ہیں۔ان کے دوہوں اور چوپائیوں میں زندگی کی حکمتیں جھلکتی ہیں:

سچائی کو سب سے بڑی دولت قرار دیتے ہیں۔احترامِ والدین اور بزرگوں پر زور دیتے ہیں۔کسلّت ،لالچ اور غصے سے بچنے کی نصیحت کرتے ہیں۔

تلسی کے نزدیک بھکتی صرف عبادت نہیں بلکہ ایک عملی اخلاقی رویہ ہے جو انسان کی شخصیت کو سنوارتا ہے۔

۴۔مذہبی ہم آہنگی

اگرچہ تلسی رام کے گویا شاعر ہیں،لیکن ان کے کلام میں روحانی آفاقیت جھلکتی ہے۔وہ نجات اور اخلاق کو کسی ایک فرقے تک محدود نہیں کرتے بلکہ اسے پوری انسانیت کے لئے عام قرار دیتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ تلسی کے اشلوکوں اور دوہوں میں ایک صوفیانہ آہنگ محسوس ہوتا ہے جو کبیر کی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے۔

منتخب دوہے مع ترجمہ

दयाधर्म का मूल है, पाप मूल अभिमान ।
तुलसी करम बिना नहिं, सपनेहुधरम सुजान ।।

دِیا دھرم کا مُول ہے، پاپ مول ابھیمان
تُلسی کرم بِنا نہیں، سپنیہو دھرم سُوجان

ترجمہ:رحم، دھرم کی جڑ ہے اور غرور گناہ کی جڑ۔تلسی کہتے ہیں کہ عمل کے بغیر تو خواب میں بھی سچا دھرم نہیں پایا جاسکتا۔

सियारामम, सब जग जानी
करहु प्रनाम जोरि जुग पानी।

سیارام سب جگ جانی
کرو پرنام جوری جُگ پانی

ترجمہ: سارا جگ سیا رام میں رچا بسا ہے، ہر ایک کو سجدہ کرو اور دونوں ہاتھ جوڑ کر سلام کرو۔

تلسی یا سنسار میں، سب سے ملیے دھائے
نہ جانے کس بھیس میں، نارائن مل جائیں
तुलसी या संसार में सबसे मिलिए धाय,
ना जाने किस भेष में नारायण मिल जाँय।

یہ انسان دوستی اور وسعتِ نظر کی تعلیم ہے کہ ہر شخص میں الوہی جھلک دیکھی جائے۔

تلسی اور بھکتی تحریک میں مقام

بھکتی تحریک کے مختلف دھارے تھے : کبیر نے وحدت اور ہمہ اوست کا پیغام دیا، رحیم نے اخلاقی انسانیت کو ترجیح دی، اور تلسی نے رام بھکتی کو ایک مرکزی اخلاقی بیانیہ بنایا۔ اگر کبیر نے ریا کاری کو للکارا اور رحیم نے خیر و شر کے انسانی رویوں کو بیان کیا تو تلسی نے ایک منظم روحانی و اخلاقی نظام فراہم کیا۔

ان کا کلام آج بھی مذہبی آرتھی اور عوامی محفلوں میں پڑھا جاتا ہے۔ رام لیلا کی روایت کو زندہ رکھنے میں بھی تلسی کا بنیادی کردار ہے۔

نتیجہ: تلسی کی حیات اور شاعری برصغیر کی روحانی تاریخ میں ایک سنگِ میل ہے۔ ان کی شخصیت رام بھکتی، عوامی زبان، اخلاقی بصیرت اور سماجی شعور کی آئینہ دار ہے۔ اگر کبیر کا پیغام صوفیانہ تجرید ہے تو تلسی کا کلام عوامی سطح پر عملی بھکتی اور اخلاقی اقدار کا پیکر ہے۔ یوں تلسی، کبیر اور رحیم مل کر ہندوستانی روحانی روایت کی تکونِ گیان تشکیل دیتے ہیں۔

باب :۷

تلسی داس کے منتخب شہکار دوہے

(الف) سماجی حکمت اور انسانی برتاؤ

یہ دوہے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ انسان کو سماج میں کیسے رہنا چاہیے، دوسروں سے کیسا برتاؤ رکھنا چاہیے اور گفتگو کو کیسے سنبھالنا چاہیے۔

तुलसी इस संसार में, भांति भांति के लोग।
सबसे हस मिल बोलिए, नदी नाव संजोग।।

تلسی اس سنسار میں بھانتی بھانتی کے لوگ
سب سے ہنس مل بولیے، ندی ناو سنجوگ

دنیا مختلف لوگوں سے بھری ہے، سب سے مسکرا کر اور محبت سے ملو، کیونکہ ملاقات بھی ندی اور ناو کی طرح لمحاتی ہے۔

बात बात में बात है, बात बात में बात
जैसे केले के पात में, पात पात में पात

بات بات میں بات ہے، بات بات میں بات۔
جیسے کیلے کے پات میں، پات پات میں پات

بات کو طول دینے سے مزید باتیں نکلتی ہیں، جیسے کیلے کے پتوں میں ہر پرت

کے اندر نئی پرت نکلتی ہے۔گفتگو مختصر اور مدبرانہ ہونی چاہیے۔

कछु नहि नीच न छेडिए भलो न वाको सन्ग ।
पाथर डारै कीच मै उछरि बिगारै अन्ग।।

کچھ کہے نیچ نہ چھیڑیے، بھلو نہ وا کو سنگ۔
پتھر ڈارے کیچ میں، اُچھلی بگاڑے انگ

(یہ دوہا کبیر سے ملتا جلتا ہے)

کم ظرف کو چھیڑنے سے نقصان خود کو پہنچتا ہے، جیسے کیچڑ میں پتھر پھینکنے سے چھینٹے اپنے اوپر پڑتے ہیں۔

ओछे नर की प्रीति की दीनी रीति बताय।
जैसे छीलर ताल जल घटत घटत घट जाय।।

اوچھے نر کی پریتی کی، دینی ریت بتائے
جیسے چھیلر تال جل، گھٹت گھٹت گھٹ جائے

کم ظرف کی دوستی سطحی تالاب کے پانی کی طرح ہے، جو تھوڑا تھوڑا ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔

(ب)اخلاقیات اور روحانی صفائی

یہ دوہے دل کی پاکیزگی، رحم، ضبط اور حقیقی عبادت کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

माला तेरी काठ की, तूधागा लिये फिराय ।
मन की माला ना जपे, राम भजे क्या होय ।।

مالا تیری کاٹھ کی، دھاگے لئے پروئے۔
من میں گھنڈی پاپ کی، نام جپے کیا ہوئے

لکڑی کی مالا جپنے سے کیا ہوگا، اگر دل گناہوں سے بھرا ہے؟ عبادت دل کی صفائی سے معتبر ہے۔

करै बुराई सुख चहै कैसै पावै कोइ।
रोपै बिरवा आक को आम कहां ते होइ।।

کرے برائی سُکھ چہے، کیسے پاوے کوئی
روپے برکھا آک کو، آم کہاں تے ہوئی

برائی بو کر سکون کی امید کیسے کی جا سکتی ہے؟ آک کا درخت لگا کر آم کی فصل نہیں لی جا سکتی۔

परत्रिस मात समान समज, परधन धुरी समान।
इतने मे हरि ना मिले, तो तुलसीदास जमान।।

پر استری مات سمان، پردھن دھوری سمان
اتنے میں ہری نہ ملے تو تلسی داس ضمان

جو دوسروں کے مال کو پتھر سمجھے اور پرائی عورت کو ماں/ بہن مانے، اگر اسے خدا نہ ملے تو تلسی داس ضامن ہے۔

दया कौन पर कीजिये, का पर निर्दय होय ।
सांई के सब जीव है, कीरी कुंजर दोय ।।

دِیا کون پر کیجئیے، کا پر نِردھئیے ہویے
سائیں کے سب جیو ہیں، کیڑی کُنجر دُویے

رحم سب پر کرو، بے رحمی کسی پر نہ کرو۔ چیونٹی سے ہاتھی تک سب خدا کے بنائے ہوئے ہیں۔

میازار موری کہ دانہ کش است

کہ جان دارد و جان شیرین خوش است

ترجمہ: اس چیونٹی کو مت ستاؤ جو دانہ اٹھا کرلے جا رہی ہے، کیونکہ وہ بھی جان رکھتی ہے اور جان سب کو پیاری ہوتی ہے۔

काम, क्रोध, मद, लोभकी, जौ लौं मन मेंखान।

तौं लौ पंडित मूरखौ, तुलसी एक समान।।

کام کرودھ مد لوبھ کی، جب لگ من میں کھان

تب لگ پنڈت مورکھوں، تلسی ایک سمان

جب تک دل میں ہوس، غصہ اور لالچ ہیں تب تک عالم اور جاہل میں کوئی فرق نہیں۔

(ج) نیک لوگ اور معاشرتی مثالیں

تلسی اکثر نیک آدمی اور درخت کا استعارہ باندھتے ہیں، کہ نیک لوگ دوسروں کو فیض پہنچاتے ہیں چاہے بدلے میں پتھر ہی کیوں نہ پڑیں۔

तुलसी, संत सुअंब तरू फूलि फलहिं पर हेत ।

इतते ये पाहन हनत, उतते वे फल देत ।।

تلسی سنت سو امبھ ترو، پھولیں پھلہیں پرہیت

اِت تے یہ پاہن ہنت، اُت تے ویہ پھل دیت

نیک لوگ درخت کی مانند ہیں، لوگ ان پر پتھر مارتے ہیں لیکن جواب میں وہ پھل دیتے ہیں۔

नीच निचाई नही तजई, सज्जनहू के संग।

तुलसी चंदन बिटप बसि, बिनु बिष भय न भुजंग

نیچ نچائی نہیں تجی، جو پاوے ست سنگ
تلسی چندن وٹپ بسے، وِش نہ تجت بھجنگ

نیچ آدمی اچھی صحبت پا کر بھی برائی نہیں چھوڑتا، جیسے چندن کے پیڑ سے لپٹا سانپ زہر نہیں چھوڑتا۔

तुलसी तीन प्रकार से, हित अनहित पहचान।
साधु, असाधु, मूरखहि, प्रगट करहि समझान।।

تلسی تین پرکار سے، ہت اَنہت پہچان
سادھو، اَسادھو، مُورکھ ہی، پرگٹ کرے سم جھان

تُلسی تین پرکارلوگوں سے اچھائی اور برائی کی پہنچان ہوتی ہے۔ دھرم والے، بے دھرم اور بےقوف سے پالا پڑنے پر۔

اسی قبیل کا دوہا رحیم سے بھی منسوب ہے۔

رحیمن تین پرکار سے اچھے اور برے کی پہچان ہوتی ہے ساتھ رہنے پڑوس نبھانے اور مصیبت میں۔

रहिमन तीन प्रकार ते हित अनहित पहिचानि
पर बस परे परोस बस परे मामिला जानि

رحیمن تین پرکار سے ہت ان ہت پہچان
پر بس، پڑے پڑوس بس، پڑے مامِلہ جان

بھلائی اور برائی تین حالتوں میں پہچانی جاتی ہے :ساتھ رہنے میں، پڑوس نبھانے میں اور مصیبت میں۔

(د)وقت، لمحہ اور خدا کی رضا

یہ دوہے وقت کی اہمیت اور رام کی مرضی کے سامنے جھکنے کی تعلیم دیتے ہیں۔

क्या खुब सौदा नक्द है, उस हाथ दे उस हाथ ले।
कल जुग नहीं करयुग है, यहाँ, दिन को दे और रात ले

کیا خوب سودا نقد ہے، اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے۔
کل جُگ نہیں کرجُگ ہے، یہاں دن کو دے اور رات لے

یہ دنیا نقد کا سودا ہے، کل پر مت چھوڑو، ابھی کرلو۔

तुलसी दिन भल साहु कहँ, भली चोर कहँ राति।
निसि बासर ता कहँ भलो, मानै राम इताति।।

تلسی دن بھل ساہو کہن، بھلی چور کہن رات
نِس باسر تا کہن بھلو، مانے رام اِتات

دن ساہوکار کے لیے اچھا ہے، رات چور کے لیے۔ لیکن جو رام کی رضا مانے، اس کے لیے دن رات دونوں ہی اچھے ہیں۔

(ہ)دیگر گہرے استعارے

یہ دوہے عمومی حکمت اور انسانی برتاؤ کی باریکیوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔

जेहि प्रसंग दूषण लगे, छोड़िये तासों साथ।
मदरा मानत है जगत, जगत दूध कलाइ।।

جیہی پرسنگ دوشن لگے، چھوڑیئے تا کو ساتھ
مدرا مانت ہے جگت، دودھ کلالی ہاتھ

جس صحبت سے برائی لگے اس کا ساتھ چھوڑ دو۔ دنیا شراب کو مانتی ہے، چاہے دودھ ہی کیوں نہ شراب فروش کے ہاتھ میں ہو۔

خلاصہ

تلسی داس کے یہ منتخب شہکار دوہے دراصل ایک مکمل اخلاقی و روحانی فلسفہ ہیں۔
وہ سکھاتے ہیں کہ دنیا فانی ہے، وقت قیمتی ہے، اور عمل ابھی کرنا چاہیے۔
ظاہری پوجا، مالا اور جپنے سے زیادہ ضروری دل کی پاکیزگی ہے۔
رحم، سچائی، ضبط اور نیکی ہی سچی بھگتی ہے۔

نیک لوگ درخت کی طرح دوسروں کو سایہ اور پھل دیتے ہیں، چاہے جواب میں پتھر ہی کیوں نہ پڑیں۔ برے لوگوں سے بچنے کی ہدایت ہے، کیونکہ نیچ نیچائی نہیں چھوڑتا۔

یوں تلسی داس کی بھگتی شاعری، کبیر کی طرح، آج بھی اخلاقی روشنی اور روحانی بیداری کا سرچشمہ ہے۔

تُلسی کے بعض دوہے:

राम-नाम-मनि-दीप धरू जीह देहरी द्वार।
तुलसी, भीतर बाहिरौ, जौ चाहसि उजियार

رام نام منی دیپ دھرو، جیہ دہلی دوار
'تلسی' بھیتر باہرو، جو چاہس اُجیار

تلسی داس کہتے ہیں: اگر تم اپنے دل کے اندر اور باہر دونوں طرف روشنی چاہتے ہو تو رام نام کی جواہر مَنند روشنی کا دیا اپنی زبان کی دہلیز پر رکھ دو۔ جس طرح دہلیز پر رکھا چراغ گھر کے اندر اور باہر دونوں طرف روشنی پھیلا دیتا ہے، اسی طرح زبان بھی جسم کی

دہلیز ہے، اگر اس دہلیز پر رام کے نام کا دیا روشن ہو تو دل کے باہر اور اندر ہر طرف نور ہی نور پھیل جائے گا۔

गंगा जमुना सुरसती, सात सिंधु भरपूर।
तुलसी, चातक के मते, बिन स्वाती सब धूर

گنگا جمنہ سورَستی، سات سندھو بھرپور
تلسی، چاتک کے متے، بن سواتی سب دھور

اردو ترجمہ: گنگا، جمنا، سرسوتی اور ساتوں سمندر بھی اگر بھرے ہوں، تلسی کہتا ہے: چاتک (پیاسا پرندہ) کے خیال میں اگر سواتی بوند نہ ملے تو سب پانی دھول کے برابر ہے۔ (یعنی اصل پیاس سچائی اور فضل کی ہے، دنیا کی کثرت بے کار ہے۔)

ऊँची जाति पपीहरा, पियत न नीचौ नीर।
कैयाचौ घन याम सों, कै दुरूख सहै सरीर।।

اونچی جات پپیہرا، پیت نہ نیچو نیر
کیا اچَو دھن یام سوں، کیا دُروکھ سہے سریر

اردو ترجمہ: پپیہا چاہے کتنی اونچی ذات کا ہو، پر نیچا پانی کبھی نہیں پیتا۔ چاہے چاروں یگوں کا خزانہ مل جائے، یا جسم ہزار دکھ سہہ لے، مگر وہ اپنی اصل سے نہیں ہٹتا۔

(یعنی سچے انسان کو چاہے دکھ ملے یا دولت، وہ اپنی سچائی پر قائم رہتا ہے۔)

आवत ही हरषै नहीं नैनन नहीं सनेह।
तुलसी तहां न जाइये कंचन बरसे मेह

آوت ہی ہرشے نہیں، نیین نہیں سنیہ
تلسی تہاں نہ جائیے، کنچن برسے میہ

اردو ترجمہ: جہاں آنے پر خوشی نہ ہو اور آنکھوں میں پیار نہ جھلکے، تلسی کہتا ہے:

وہاں ہرگز نہ جانا، چاہے سونے کی بارش ہی کیوں نہ برس رہی ہو۔ (یعنی رشتہ دل سے بنتا ہے، دولت سے نہیں۔)

तुलसीया संसार में, सबसे मिलिए धाय ।
न जाने किसरूप में नारायण मिल जायें ।।

تلسی یا سنسار میں، سبسے ملیے دھائے
نہ جانے کس روپ میں، نارائن مل جائے

اردو ترجمہ: تلسی کہتا ہے :اس دنیا میں سب سے محبت سے ملو، کیا خبر کس بھیس میں نارائن (خدا) مل جائے۔ (یعنی ہر انسان میں خدا کا عکس چھپا ہے، اس لیے سب کے ساتھ محبت سے پیش آؤ۔)

माया को माया मिले कर के लम्बे हात
तुलसी दास गरीब की कोई न पूछे बात

مایا کو مایا ملے، کَر کے لَمبے ہات
تلسی داس غَرِیب کی، کوئی نَہ پُوچھے بات

ترجمہ :دولت والے ہی دولت والوں سے ہاتھ ملاتے ہیں، اور لمبے تعلقات قائم کرتے ہیں؛ مگر غریب کی کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتا، اس کی بات کوئی نہیں سنتا۔

जहां दया तहां धर्म है, जहां लोभ तहां पाप।
जहां क्रोध तहां काल है, जहां क्षमा तहां आप।।

جہاں دَیا، وہاں دھرم ہے، جہاں لالچ، وہاں پاپ
جہاں کرودھ، وہاں کال ہے، جہاں کشما، وہاں آپ

ترجمہ: جہاں رحم ہے، وہاں سچّا دھرم (مذہب) ہے، جہاں لالچ ہے، وہاں گناہ ہے۔ جہاں غصہ ہے، وہاں تباہی (موت) ہے، اور جہاں معافی ہے، وہاں خود خدا ہے۔

باب : ۸

رحیم خان خاناں : حیات اور شاعری

رحیم خان خاناں (عبدالرحیم خان خاناں،1556/1627ء) مغل شہنشاہ اکبر اعظم کے دربار کے نورتنوں میں سے ایک تھے۔ ان کے والد بیرم خان اکبر کے اتالیق اور عظیم سپہ سالار تھے۔ عبدالرحیم ابھی کم سن ہی تھے کہ ان کے والد بیرم خان کو گجرات میں قتل کر دیا گیا۔ مگر اکبر نے ان پر خاص شفقت کی، اور انہیں اپنے دربار میں پروان چڑھایا۔ بعد ازاں وہ مغل سلطنت کے نامور امرا اور دانشوروں میں شمار ہوئے۔

رحیم صرف ایک سپہ سالار ہی نہیں تھے بلکہ علم و ادب، شاعری، نجوم اور فلسفہ میں بھی بے مثال دسترس رکھتے تھے۔ فارسی، ترکی، عربی اور سنسکرت پر یکساں عبور رکھتے تھے۔ ان کی شاعری بالخصوص دوہا (ہندی دوہا نگاری) میں انہیں منفرد مقام عطا کرتی ہے۔

رحیم کی شخصیت اور علمی مقام

رحیم خان خاناں کی شخصیت میں ایک نایاب امتزاج پایا جاتا ہے:

ایک طرف وہ جنگی مہمات کے سردار اور اکبر و جہانگیر کے وفادار امیر تھے۔ دوسری طرف ان کے قلب میں صوفیانہ گہرائی، انسانی ہمدردی اور علمی بصیرت موجزن تھی۔

ان کا دربار علمی و ادبی سرپرستی کا مرکز تھا۔ انہوں نے اپنی ذاتی جیب سے سیکڑوں کتابیں لکھوائیں، علمی مجالس سجائیں اور ہندی، فارسی و عربی کے علما و شعرا کی سرپرستی کی۔

رحیم کی سب سے بڑی خصوصیت ان کا بین المذاہب حسنِ سلوک اور ہمہ گیر نقطۂ نظر تھا۔ وہ ہندو دھرم کے بھگتی آچاریوں کی طرح خدا کو محبت کے ذریعے پانے پر یقین رکھتے تھے اور ساتھ ہی صوفیانہ روایات کے بھی حامل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی دوہا شاعری میں روحانی حکمت اور انسانی اخلاقیات کی جھلک نمایاں ہے۔

رحیم کی شاعری اور دوہا نگاری

رحیم کے دوہے اپنی سادگی، گہرائی اور عملی حکمت کی وجہ سے آج تک مقبول ہیں۔ وہ کبیر اور تلسی کی طرح عوامی زبان (ہندی/ برج بھاشا) میں لکھتے تھے تاکہ عام لوگ بھی اس سے فیض اٹھا سکیں۔ ان کے دوہوں میں محبت، رحم، عفو، صبر اور سچائی کی تعلیم ہے۔

چند مشہور دوہے

रहिमन धागा प्रेम का, मत तोड़ो चटकाय।
टूटे पे फिर ना जुड़े, जुड़े गाँठ पड जाय।।

رحیمن دھاگا پریم کا، مت توڑو چٹکائے
ٹوٹے پہ پھر نہ جُڑے، جُڑے گانٹھ پڑ جائے

ترجمہ: محبت کا دھاگا کبھی جھٹکے سے نہ توڑو۔ اگر ٹوٹ جائے تو دوبارہ جڑ تو سکتا ہے لیکن اس میں ہمیشہ ایک گرہ باقی رہتی ہے۔

رحیم نے تعلقات کی نزاکت اور محبت میں نرمی کی ضرورت کو دلنشین استعارے میں بیان کیا۔

रहिमन देखी बड़ेन को, लघु न दीजिये डार।
जहाँ काम आवे सुई, कहा करे तलवार।।

رحیمن دیکھی بڑین کو، لگو نہ دیجیے ڈار
جہاں کام آوے سوئی، کہا کرے تلوار

ترجمہ: بڑے کو دیکھ کر چھوٹے کو نہ ٹھکرادو۔ جہاں سوئی کا کام ہے وہاں تلوار کچھ نہیں کرسکتی۔ یہاں رحیم نے چھوٹوں کی افادیت اور بڑے چھوٹے سب کی ضرورت کو ظاہر کیا۔

रहिमन विपदा हू भली, जो थोड़े दिन होय।
हित अनहितया जगत में, जानि परत सब कोय।।

رحیمن وپدا ہوں بھلی، جو تھوڑے دن ہوے
ہت انہت یا جگت میں، جانی پڑت سب کوے

ترجمہ: رحیم کہتے ہیں کہ وقتی مصیبت بھی اچھی ہے کیونکہ اسی میں انسان کو سچے اور جھوٹے دوستوں کی پہچان ہوجاتی ہے۔

رحیم کی اخلاقی تعلیمات

رحیم کے دوہوں میں نمایاں نکات یہ ہیں:

محبت کا رشتہ نازک ہے، اسے سنبھال کر رکھو۔

ہر بڑے کے ساتھ چھوٹے کی بھی اپنی جگہ اور اہمیت ہے۔

وقار، حیا اور عزت انسان کا اصل زیور ہے۔

مصیبت انسان کو آزماتی ہے اور اسی میں پہچان ہوتی ہے۔

یہی وہ اقدار ہیں جو رحیم کو صرف شاعر ہی نہیں بلکہ ایک سچا مصلح اور حکیم بھی ثابت

کرتی ہیں۔

رحیم کی میراث

رحیم خان خاناں نے اپنی زندگی میں سپہ سالاری اور سیاست میں بھی عظیم کارنامے انجام دیے، لیکن ان کی اصل شہرت ان کے دوہوں اور اخلاقی شاعری کی مرہونِ منت ہے۔ ان کی زبان سادہ مگر پُر اثر تھی۔ وہ کبیر کی عوامی دانش اور تلسی کے مذہبی عقیدت نامے کے درمیان ایک پل ہیں۔

ان کے دوہے آج بھی اسکولوں میں پڑھائے جاتے ہیں، ادبی محفلوں میں گونجتے ہیں اور اخلاقی سبق دیتے ہیں۔ اس لحاظ سے رحیم کی حیثیت محض مغل درباری نہیں بلکہ ایک عالمی انسان دوست شاعر کی ہے۔

خلاصہ:

رحیم خان خاناں کی حیات اور شاعری ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اقتدار اور جنگی عظمت کے باوجود اصل کامیابی وہی ہے جو دلوں کو نرم کرے، تعلقات کو جوڑے، انسان کو وقار سکھائے اور سچائی پر چلائے۔ یہی ان کا وہ پیغام ہے جو آج بھی زندہ ہے۔

باب : ۹

رحیم کے شاہکار دوہے

ا۔ پریم کا دھاگا

रहिमन धागा प्रेम का, मत तोड़ो चटकाय।
टूटे पे फिर ना जुड़े, जुड़े गाँठ पड़ जाय

رحیمن دھاگا پریم کا ، مت توڑو چٹکائے
ٹوٹے پہ پھر نہ جُڑے،جُڑے گانٹھ پڑ جائے

ترجمہ: محبت کا دھاگا کبھی جھٹکے سے مت توڑو۔اگر ٹوٹ بھی جائے تو دوبارہ جڑ تو سکتا ہے،مگر اس میں گرہ باقی رہتی ہے۔

۲۔ بگڑی بات

बिगरी बात बने नहीं, लाख करो किन कोय ।
रहिमन फाटे दूध को, मथे न माखन होय ।।

بگڑی بات بنے نہیں ، لاکھ کرو کِن کوئے
رحیمن پھاٹے دودھ کو،متھے نہ ماکھن ہوئے

ترجمہ: بگڑی ہوئی بات لاکھ کوشش کرو سنورتی نہیں۔جیسے پھٹا ہوا دودھ مکھن نہیں بن سکتا۔

۳۔سماجی انصاف

धनि रहीम जल पंक को, लघु जिय पियत अघाय।
उदधि बड़ाई कौन है, जगत पिआसो जाय।।

دھن رحیم جل پنک کو لگو جیو پیت اگائے
اُددھی بڑھائی کون ہے، جگت پیاسو جائے

ترجمہ: کیچڑ کا پانی مبارک ہے جسے پی کر چھوٹے جاندار جی لیتے ہیں۔سمندر کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اس کے پانی سے کسی کی پیاس نہیں بجھتی۔(یعنی چھوٹا مددگار بڑا بے کار امیر سے بہتر ہے۔)

اسی سے ملتا جلتا اردو شعر

ہم نے مانا وہ سمندر ہے مگر کس کام کا
ایک قطرہ بھی کسی کو جو پلا سکتا نہیں

۵۔نیچ اور صحبت

रहिमन ओछे नरन सो, बैर भली न प्रीत ।
काटे चाटे स्वान के, दोउ भाँती विपरीत ।।

رحیمن اوچھے نرن سو، بیر بھلی نہ پریت
کاٹے چاٹے کھان کے، دوئی بھانتی وِپریت

ترجمہ: گھٹیا آدمیوں سے نہ دوستی اچھی ہے نہ دشمنی۔جیسے کتے کا کاٹنا اور چاٹنا دونوں نقصان دہ ہیں۔

۶۔کوے اور کوئل کی پہچان

दोनों रहिमनएक से, जौं लौं बोलत नाहिं ।
जान परत हैं काक पिक, रितु बसंत के माहिं ।।

دو نوں رحیمن اک سے، جوں لوں بولت نہیں
جان پرت ہے کاک پک، رِتو بسنت کے ماہیں

ترجمہ: کوا اور کوئل دونوں ایک جیسے ہیں جب تک بولتے نہیں۔مگر بہار میں جب کوئل گاتی ہے تو فرق سب پر ظاہر ہو جاتا ہے۔(یعنی اصلی پہچان عمل اور وقت سے ہوتی ہے۔)

۷۔سخاوت اور بے لوثی

तरुवर फल नहिंखात है, सरवर पियहि न पान ।
कहि रहीम पर काज हित, संपति सँचहि सुजान ।।

ترو ور پھل نہیں کھات ہیں ،سرور پیئے نہ پان
کہی رحیم پر لاج ہت، سنپت سنچہی سُجان

ترجمہ: درخت اپنے پھل نہیں کھاتا،تالاب اپنا پانی نہیں پیتا۔اسی طرح نیک انسان اپنی دولت دوسروں کے کام آنے کے لیے جمع کرتے ہیں۔

باب : ۱۰

کبیر اور تلسی کا موازنہ

۱۔زندگی اور جسم کا استعارہ

کبیر

धीरे-धीरे रे मना, धीरे सब कुछ होय।
माली सींचे सौ धड़ा ऋतु आए फल होय

دھیرے دھیرے رے منا، دھیرے سب کچھ ہوئے
مالی سینچے سو گھڑا،رِتو آئے پھل ہوئے

ترجمہ :اے دل! سب کچھ آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ چاہے مالی سو گھڑے پانی دے دے،پھل تو اپنے موسم پر ہی لگتا ہے۔

تلسی

तुलसी काया खेत है, मनसा भयौ किसान।
पाप-पुन्य दोउ बीज हैं, बुवै सो लुनै निदान।।

تُلسی کایا کھیت ہے، منسا بھیو کسان
پاپ پُن دووَ بیج ہیں، بوئے سو لونے نِدان

ترجمہ : جسم کھیت ہے اور من کسان ۔کسان اس میں نیکی و برائی کے بیج بوتا ہے اور انجام میں وہی پھل کاٹتا ہے۔

فرق : کبیر صبر اور ارتقاء کا درس دیتے ہیں، تلسی اخلاقی تعلیم اور عمل کا۔

۲۔مساوات اور سب سے محبت

کبیر

बुरा जो देखन मैं चला, बुरा न मिल्या कोय ।
जो दिलखोजौं आपना, मुझसे बुरा न कोय ।।

برا جو دیکھن میں چلا، برا نہ ملیا کوئے
جو دل کھوجوں آپنا، مجھ سا بُرا نہ کوئے

ترجمہ :میں برا ڈھونڈنے نکلا تو کوئی برا نہ ملا۔جب اپنے دل کو دیکھا تو مجھ سے برا کوئی نہ نکلا۔

تلسی

तुलसी इस संसार में, सब सों मिलिए धाय ।
न जाने किसरूप में, नारायण मिलि जाय ।।

تلسی اس سنسار میں سب سوں ملئے دھائے
نہ جانے کس روپ میں نارائن مل جائے

ترجمہ :اس دنیا میں سب سے محبت سے ملو، کیا خبر کس بھیس میں تجھے پروردگار مل جائے۔

فرق : کبیر نفس کو دیکھنے کا سبق دیتے ہیں، تلسی ہر ایک میں خدا دیکھنے کا۔

۳۔میٹھے بول اوراخلاقِ گفتار

کبیر

ऐसी वाणी बोलिए, मन का आपा खोय ।
औरन को शीतल करे, आपहुं शीतल होय ।।

ایسی بانی بولیئے، من کا آپا کھوئیے
اورن کو شیتل کرے، آپہوں شیتل ہوئے

ترجمہ :ایسی زبان بولو جو غرور مٹادے، دوسروں کو سکون دے اور تمہیں بھی سکون بخشے۔

تلسی

तुलसी मीठे बचन सों, सुख उपजत चहुँ ओर।
बसि करनएक मंत्र है, परिहरौ बचन कठोरय।।

تُلسی میٹھے بچن سوں،سُکھ اُپجت چہوں اور
بس کرنیک منتر ہے،پریہرو بچن کٹھور

ترجمہ :میٹھے بول ہر طرف خوشی پھیلاتے ہیں، یہ دوسروں کو مسخر کرنے کا منتر ہیں۔کڑوے بول ترک کرو۔

فرق :دونوں ایک ہی بات کہتے ہیں :میٹھے بول ہی اصل بھکتی ہیں۔

۴۔علم کی طلب

کبیر

मूल करो तलवार का, मत करो तिनके बाल ।
मूल करो उस ज्ञान का, पड़े न जिस पर छाल ।।

مول کرو تلوار کا ، مت کرو تنکے بال
مول کرو اُس گیان کا، پڑے نہ جس پر چھال

ترجمہ : قیمت تلوار کی کرو، گھاس کے تنے کی نہیں۔اس علم کی قیمت کرو جس پر زنگ نہ لگے۔

تلسی

उत्तम विद्या लीजिये, दपि नीच पे होय ।
पयो अपावन ठौर में, कंचन तजत न कोय ।।

اُتم وِدھیا لیجئیے، دیپ نیچ پہ ہوئے
پیو اپاون ٹھور میں ، کنچن تجت نہ کوئے

ترجمہ : اچھی تعلیم نیچ سے بھی لے لینی چاہئے، جیسے گندی جگہ پر پڑے سونے کو کوئی نہیں چھوڑتا۔

فرق : کبیر کا لہجہ کاٹ دار، تلسی کا نصیحت آمیز۔

۵۔تشبیہات اور استعارے

کبیر

चलती चक्की देख के, दिया कबीर रोय ।
दुइ पाटन के बीच में, साबुत बचा न कोय ।।

چلتی چکی دیکھ کے دیا کبیرا روئے
دوئی پاٹن کے بیچ میں ، ثابُت بچا نہ کوئے

ترجمہ : پیسنے کی چکی دیکھ کر کبیر روئے کہ زمین و آسمان کے دو پاٹوں کے بیچ کوئی دانہ سلامت نہیں بچتا۔

माया महा ठगिनी हम जानी, तिरगुन फांस लिए कर डोली।
कहे तुलसी दास सुनु भाई, छूटी न कसौटी की मोतीं।

مایا مہا ٹھگنی ہم جانی، ترگُن پھانس لئے کر ڈولی
کہے تلسی داس سنو بھائی، چُھوٹی نہ کسوٹی کی موتی

٦۔بدفطرت اور نیچ آدمی

کبیر

कुछ कहे नीच न छेडिये, भलो न वाको संग ।
पत्थर डारि कीच में उछलि बगाड़े अंग ।।

کچھ کہے نیچ نہ چھیڑیئے، بھلو نہ وا کو سنگ
پتھر ڈار کیچ میں ،اُچھلے بگاڑے انگ

ترجمہ : نیچ کو مت چھیڑو، نہ اس کی صحبت کرو۔ جیسے کیچڑ میں پتھر پھینکنے سے چھینٹے خود پر پڑتے ہیں۔

تلسی

दुर्जन दर्पण सम सदा, करी देखो हिय गौर ।
सुमुख की गति और है, विमुख भए पर और ।।

دُرجن درپن سم سدا، کری دیکھو ہے گور
سُمکھ کی گتی اور ہے، وِمکھ بھے پر اور

ترجمہ : بدفطرت لوگ آئینے کی مانند ہیں؛ سامنے کچھ اور، پیچھے کچھ اور دکھاتے ہیں۔

فرق : کبیر کی زبان زیادہ تیز اور عبرت خیز ہے، تلسی کا لہجہ نرم تمثیلی۔

۷۔روحانی پیاس

کبیر

कस्तूरी मृग न जानिये, फिरि फिरिखोजेघास ।
तेरा साईं तुझमें बसे, ज्यों पवन में बास ।।

کستوری مرگ نہ جانئیے،پھر پھر کھوجے گھاس
تیرا سائیں تجھ میں بسے، جیوں پَھو پن میں باس

ترجمہ : کستوری ہرن اپنی ناف میں خوشبو رکھتا ہے،مگر جنگلوں میں ڈھونڈتا پھرتا ہے۔تیرا خدا تیرے اندر ہے اور تو باہر تلاش کرتا ہے۔

تلسی

गंगा जमुना सरसती, सात सिंधु भरपूर ।
तुलसी चातक के मते, बिनु स्वाति सबधूर ।।

گنگا جمنا اور ساتوں سِندھو بھر پُور
تُلسی چاتک کے متے،بنو سواتی سب دھور

ترجمہ : گنگا جمنا اور ساتوں سمندر بھرے ہوں مگر پپیہا صرف سواتی بوند پیتا ہے، باقی سب اس کے نزدیک خاک ہیں۔

فرق : کبیر خدا کی حضوری کو اندر تلاشنے کا سبق دیتے ہیں،تلسی مخصوص اور نایاب بوند کی طلب کا۔

نتیجہ:

کبیر : عوامی سنت، زبان سیدھی اور کاٹ دار، وحدت الوجودی فکر،صبر،عشق اور خدا کی حضوری پر زور۔

تلسی : ودوان (عالم)، زبان شائستہ مگر دقیق، رام بھگتی، روایت اور میٹھے بول کی نصیحت ۔

دونوں کی جڑ بھگتی اور صوفیانہ روح ہے، مگر اظہار کا رنگ مختلف:

تلسی روایت پسند اور رام نام کے گویا۔

کبیر بغاوت پسند اور رنرنکاری رام کے نقیب۔

کبیر کی صریح آواز:

रामा कृष्णा मर गए, मर गई लखुबाई ।
कहे कबीर हनुमाना मरे, ना मरे सचाई ।।

راما کرشنا مر گئے، مر گئی لکھو بائی
کہے کبیر ہنومان مرے، نہ مرے سچائی

ترجمہ :رام اور کرشن مر گئے، لکھمی بائی بھی مر گئی۔ کبیر کہتے ہیں :ہنومان بھی مر جائے گا مگر سچائی کبھی نہیں مرے گی۔

یعنی اصل حقیقت ذاتِ حق ہے۔

रूठे सुजन मनाइए, जो रूठे सौ बार।
रहिमन फिरि फिरि पोइए, टूटे मुक्ता हार

روٹھے سجن منائیے، جو روٹھے سو بار
رحیمن پھر پھر پوئیے ، ٹوٹے مکتا ہار

ترجمہ :اگر سچا دوست یا محبوب سو بار بھی روٹھے تو بھی مناتے رہو۔ جیسے موتیوں مالا ٹوٹ جائے تو موتیوں کو بار بار پرو یا جاتا ہے۔

باب : ۱۱

کبیر اور رحیم کا تقابلی مطالعہ

۱۔صحبت اور کردار

کبیر

साधु ऐसा चाहिए, जैसा सूप सुभाय ।
सार-सार को गहि रहै, थोथा देई उड़ाय ।।

سادھو ایسا چاہئے، جیسا سُوپ سُبھائے
سار سار کو گہی رہے، تھوتھا دیئی اُڑائے

ترجمہ : کبیر کہتے ہیں : سچا سادھو ایسا ہونا چاہیے جیسے چھاج، جو اناج کو سنبھال لے اور بھوسا اُڑا دے۔

तिनका कबहुँ न निंदिये, जो पाँयन तर होय ।
कबहुँ उड़ आँखिन परे, पीर घनेरी होय ।।

تنکا کبھوں نہ نندیے، جو پاین تر ہوئے
کبھی اُڑ آنکھن پرے، پیر گھنیری ہوئے

ترجمہ : تنکے کو کبھی حقیر مت سمجھو، وہ بھی اگر آنکھ میں جا پڑے تو شدید تکلیف دیتا ہے

رحیم

ओछे को सतसंग, रहिमन तजहु अँगार ज्यों ।
तातो जारै अंग, सीरो पै करो लगै ।।

اوچھے کو سنگ رحیمن، تجہو انگار جیوں
تاتو جارے انگ کو، سیرے پہ کارو لگے

ترجمہ : رحیم کہتے ہیں :اوچھے کی صحبت سے بچو، یہ جلتے انگارے جیسی ہے، جو جلا دے یا داغ دے۔

रहिमन नीचन संग बसि, लगत कलंक न काहि ।
दूध कलारिन हाथ लखि, सब समुझहिं मद ताहि ।।

رحیمن نیچ سنگ بسی،لگت کلنک نہ کاہی
دودھ کلارِن ہاتھ لکھِ، سب سمجھیں مد تاہیں

ترجمہ : نیچ کی صحبت بدنامی دیتی ہے؛ جیسے شراب بیچنے والی کے ہاتھ کا دودھ بھی شراب سمجھا جاتا ہے۔

تقابل: کبیر کا زور باطن کی پرکھ اور عاجزی پر ہے، رحیم کا زور نیچ صحبت کے سماجی نقصانات پر۔ ایک اندر کا چھاج دکھاتا ہے، دوسرا باہر کا انگارہ۔

۲۔ایثار وسخاوت

کبیر

ऐसो कोउ न मिलइ, हमको दे उपदेश ।
भूखा रहै कबीर ज्यों, भाखै सब जग देश ।।

ایسا کوءَ نہ مِلئ، ہم کو دے اُپدیش
بھوکا رہے کبیر جیہوں، بھاکھے سب جگ دیش

ترجمہ : کبیر کہتے ہیں :ایسا واعظ کم ہی ملتا ہے جو سچّا سبق دے؛ میں بھوکا رہ لیتا ہوں مگر دوسروں کو کھلا دیتا ہوں۔

सुमिरन से मन लाइए, जैसे पानी बिन मीन ।
प्राण तजे बिन बिछुड़े, संत कबीर कह दीन ।।

سُمرن سے من لائیے، جیسے پانی بنو مین
پران تجے بِن بچھُڑے، سنت کبیر کہہ دین

ترجمہ : سچی نیت اور یادِ خدا کے بغیر انسان کا جینا بے کار ہے، جیسے مچھلی پانی کے بغیر مرجاتی ہے۔

رحیم

तरुवर फल नहिंखात हैं, सरवर पियहिं न पान ।
कहि रहीम पर काज हित, संपति सँचहि सुजान ।।

ترور پھل نہیں کھات ہیں ،سرور پیہیں نہ پان
کہی رحیم پر کاج ہت، سنپتی سنچائی سُجان

ترجمہ :درخت اپنے پھل نہیں کھاتے، تالاب اپنا پانی نہیں پیتے؛ نیک لوگ بھی اپنی دولت دوسروں کے کام کے لیے جمع کرتے ہیں۔

वे रहीम परधन्य हैं, पर उपकारी अंग ।
बाँटनवारे को लागै, ज्यों मेहंदी का रंग ।।

وے رحیم پر دھنیے ہیں ، پر اُپکاری انگ
بانٹن وار کو لگے، جیوں مہندی کا رنگ

ترجمہ :وہی لوگ مبارک ہیں جو دوسروں کے کام آتے ہیں، جیسے مہندی بانٹنے والے کے ہاتھ خود بھی رنگ جاتے ہیں۔

تقابل: کبیر کا زاویہ روحانی اخلاص ہے، رحیم کا زاویہ عملی سخاوت۔ ایک خود بھوکا رہ کر دوسروں کو دیتا ہے، دوسرا درخت و تالاب سے خدمت کا سبق نکالتا ہے۔

۳۔ کرم اور تقدیر

کبیر

जैसा करै सो वैसै पावै, करम बिना नाहिं कोय ।
ज्यों बोवै त्यों काटिए, ह कहत कबीर न होय ।।

جیسا کرے سو ویسا پاوے، کرم بنا نہیں کوئے
جیوں بووے تیوں کاٹیا ہے، کہت کبیر نہ ہوئے

ترجمہ: جیسا انسان کرے ویسا ہی پائے گا؛ کرم کے بغیر کچھ نہیں، جو بیج بوئے گا وہی کاٹے گا۔

दुख में सुमरिन सब करे, सुख में करे न कोय ।
जो सुख में सुमरिन करे, दुख काहे को होय ।।

دُکھ میں سُمرن سب کرے، سُکھ میں کرے نہ کوئے
جو سُکھ میں سُمرن کرے، دُکھ کاہے کو ہوئے

ترجمہ: دکھ میں تو سب خدا کو یاد کرتے ہیں، سکھ میں کوئی نہیں۔ اگر سکھ میں بھی یاد کرے تو دکھ کبھی نہ آئے۔

رحیم

ज्यों नाचत कठपुतरी, करम नचावत गात ।
अपने हाथ रहीम ज्यों, नहीं आपने हाथ ।।

جیوں ناچت کٹھ پوتری، کَرم نچاوت گات
اپنے ہاتھ رحیم جیوں ، نہیں اپنے ہاتھ

ترجمہ: انسان کٹھ پتلی ہے، جو اپنے ہاتھ پر نہیں بلکہ کرم کے ہاتھ پر ناچتا ہے۔

तन रहीम है कर्म बस, मन राखो ओहि ओर ।
जल में उलटी नाव ज्यों, खैंचत गुन के जोर ।।

تن رحیم ہے کرم بس، من راکھو اوہی اور
جل میں الٹی ناو جیوں ، کھینچت گُن کے جور

ترجمہ: جسم کرم کے بس میں ہے، مگر دل کو نیکی کی طرف رکھو؛ جیسے پانی میں الٹی ناؤ بھی ہوا سے چلتی ہے۔

تقابل: کبیر کا زور خدا کی یاد کے ساتھ کرم پر ہے، رحیم کا زور کرم کے ہاتھوں انسان کی بے بسی پر۔ ایک بیج اور فصل دکھاتا ہے، دوسرا کٹھ پتلی اور ناؤ۔

۴۔ بڑائی اور عاجزی

کبیر

हद हद टपे सो औलिया, बेहद टपे सो पीर ।
वाको नाम फकीर ।। हद अनहद दोनों टपे,

حد حد ٹپے سو اولیا، بے حد ٹپے سو پیر
حد انحد دونوں ٹپے، وا کو نام پھکیر

ترجمہ: جو حدوں کو پار کرے ولی ہے، جو بے حد کو پار کرے پیر ہے، جو حد و بے حد دونوں سے آگے نکلے وہ فقیر ہے۔

थोड़ी पढ़ी पढ़ी जग मुआ, पंडित भया न कोय ।
ढाई आखर प्रेम का, पढ़े सो पंडित होय ।।

پوتھی پڑھ پڑھ جگ مُوا، پنڈت بھیا نہ کوئے
ڈھائی آکھر پریم کے، پڑے سو پنڈت ہوئے

ترجمہ : کتابیں پڑھ کر سب مر گئے مگر کوئی سچا عالم نہ بنا؛ جس نے صرف ڈھائی حرف ''پریم'' پڑھ لیے وہی سچا عالم ہے۔

رحیم

बड़े बड़ाई ना करैं, बड़ो न बोलैं बोल ।
रहिमन हीरा कब कहै, लाख टका मेरो मोल ।।

بڑے بڑائی نہ کریں، بڑو نہ بولیں بول
رحیمن ہیرا کب کہے، لاکھ ٹکا میرو مول

ترجمہ : جو واقعی بڑا ہے وہ اپنی بڑائی خود نہیں جتاتا؛ جیسے ہیرا لاکھوں کا ہو کر بھی اپنی قیمت نہیں بتاتا۔

रहिमन देखि बड़ेन को, लघु न दीजिये डारि ।
जहाँ काम आवे सुई, कहा करे तलवारि ।।

رحیمن دیکھ بڑھین کو ، لگو نہ دیجئو ڈار
جہاں کام آوے سوئی، کہا کرے تلوار

ترجمہ : بڑے کو دیکھ کر چھوٹے کو مت چھوڑو؛ جہاں سوئی کا کام ہو وہاں تلوار کچھ نہیں

تقابل: کبیر کی بڑائی فنا اور عشق میں ہے، رحیم کی بڑائی خاموش وقار اور ہر شے کی اپنی قدر میں۔ ایک فقیر کا استعارہ لاتا ہے، دوسرا ہیرے اور سوئی کا۔

۵۔وقت اور حالات

کبیر

काल करे सो आज कर, आज करे सो अब ।
पल में परलय होएगी, बहुरि करोगे कब ।।

کال کرے سو آج کر، آج کرے سو اب
پل میں پرلے ہوئے گی، بھوری کرو گے کب

ترجمہ :جوکل کرناہےوہ آج کر،اور جوآج کرناہےوہ ابھی کر؛لمحہ بھر میں قیامت آسکتی ہے۔

चलती चक्की देख के, दिया कबीर रोय ।
दुइ पाटन के बीच में, साबुत बचा न कोय ।।

چلتی چکی دیکھ کے، دیا کبیرا روئے
دوئی پاٹن کے بیچ میں، ثابت بچا نہ کوئے

ترجمہ :چلتی چکی دیکھ کر کبیر روئے کہ دو پاٹوں کے بیچ میں کوئی دانہ بچ نہیں سکتا

رحیم

समय पाय फल होत है, समय पाय झरि जाय ।
सदा रहे नहिंएक सी, का रहीम पछिताय ।।

سمے پائی پھل ہوت ہے، سمے پائی جھری جائے
سدا رہے ناہیں اک سی، کا رحیم پچھیتائے

ترجمہ :وقت آنے پر پھل لگتا ہے اور وقت پر ہی جھڑ بھی جاتا ہے؛ وقت کبھی ایک سا نہیں رہتا۔

تقابل: کبیر لمحے کی اہمیت پر زور دیتے ہیں، رحیم وقت کی گردش پر۔ ایک لمحے کو پکڑنے کی تعلیم دیتا ہے، دوسرا صبر اور تغیر کی حقیقت کو۔

نتیجہ: کبیر کی زبان صوفیانہ، کاٹ دار اور عوامی ہے؛ رحیم کی زبان اخلاقی، عملی اور دنیاوی مثالوں سے بھرپور۔

کبیر : بیج، تنکا، چھاج، چکی روحانی اور باطنی سبق۔

رحیم : انگارہ، ببول، مہندی، پانی۔۔۔اخلاقی اور سماجی سبق۔

مشترکہ پیغام:

بری صحبت سے بچو، نیکی اپناؤ، عاجزی اختیار کرو، وقت کی قدر کرو، اور محبت کو اصل علم جانو۔

باب :۱۲

مناجاتِ نوری وتسبیحِ چراغانی

کبیر کی آرتی: ترجمہ

सुंन संधिआ तेरी देव देवाकर
अधपति आदि समाई।।

سُن سندھِیا تیری دیو دیواکر
اپت آدِ سَمائی

تیری آرتی سنسار کے خالی پن (شُونیہ) میں ہے،تو ہی اصل دیوتا،تو ہی آدھی ناتھ (ابتدا وانتہا کا آقا) ہے،سب تجھ میں ہی سمائے ہوئے ہیں۔

सिध समाधि अंतु नही पाइआ
लागि रहे सरनाई।।१।।

سِدھ سَما اَنتُ نَہی پائیَا
لاگِ رہے سرنائی

سِدھ اور یوگی،سمادھی لگا کر بھی تیرا انت نہیں پا سکے،سب تیری ہی پناہ میں لگے رہتے ہیں۔

लेहु आरती हो पुरख निरंजन ।
सतिगुर पूजहु भाई ।।

لیہُ آرتی ہو پُرکھ نِرنجن
ستگُر پُوجہُ بھائی

اے نرنکار، اے ازلی مردِ کامل! یہ تیری آرتی ہے، اے بھائیو! آؤ ہم سب سچے گرو کی ہی پوجا کریں۔

ठाढा ब्रहमा निगम बीचारै
अलखु न लखिआ जाइ।।

ٹھادِا برہما نِگم بیچارے
اَلکھُ ن لَکھیا جائی

بھرما بھی کھڑا شاستروں کو سوچتا رہ گیا لیکن اس ''الکھ'' (ان دیکھی حقیقت) کو وہ بھی نہ دیکھ سکا۔ (رہاؤ یعنی یہی اصل بات ہے، اسی پر دھیان کرو۔)

ततु तेलु नामु कीआ बातीं।
दीपकु देह उज्यारा ।।

تَتُ تیلُ نامُ کِیا باتی
دیپکُ دیہ اُجیارا

سچ ہی اصل میں تیل ہے، اور نام کی یاد اس کی بتی۔
جسم کو جب چراغ بنایا ہے، تو سارا وجود روشن ہو گیا ہے۔

जोति लाइ जगदीस जगाइआ
बूझै बूझनहारा ।।२।।

جوتِ لائ جگدیس جگائیا
بُوجھے بُوجنہارَا

اسی جوگ کی جوت جلا کر جگدیش (رب) کو جگایا جاتا ہے، اور یہ بات وہی جانتا ہے جو بوجھنے والا ہے۔

पंचे सबद अनाहद बाजे
संगे सारिंगपानी ।।

پنچے سبد اَنَاہد باجے
سنگے سارنگ پانی

پانچ سور (روحانی نغمے) اور انہد ناد (لا زوال دُھن) بجتے ہیں، اور ہر طرف پانی کے پپیہے کی پیاس جیسی جستجو ہے۔

कबीर दास तेरी आरती कीनी
निरंकार निरबानी ।।३।।५।।

کبیر داس تیری آرتی کینی
نرَنکار نربانی

اے نرنکار! اے بے صورت اور بے آواز! یہ آرتی کبیر داس نے تیری کی ہے۔

یہ آرتی بتاتی ہے کہ:

اصل آرتی مٹی کے چراغ، پھول اور گھنٹیوں سے نہیں، بلکہ نام (ذکرِ حق) سے ہے
جسم ہی چراغ ہے، دل اس کی بتی، اور ذکرِ خدا اس کا تیل۔
انہد ناد (باطنی نغمہ) ہی اصل سنگیت ہے۔
کبیرؔ کا رام وکرشن والا رام نہیں، بلکہ نرنکار، ازلی اور بے صورت خدا ہے۔
کبیر کے بعد گرونانک کی آرتی بھی مشہور ہے۔

مناجاتِ نوری و تسبیح چراغانی گرو

گرو نانک کی آرتی

پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مردِ کامل نے جگایا نیند سے
علامہ اقبال

آغاز : نورِ اوّل

अव्वल अल्लाह नूर उपाया, कुदरत के सब बंदे
एक नूर ते सब जग उपजाया, कौन भले को मंदे।

اوّل اللہ نور اُپایا، قدرت کے سب بندے
اک نور تے سب جگ اُپجیا، کون بھلے کون منڈے!

ترجمہ: سب سے پہلے اللہ نے نور پیدا کیا اور اسی نور سے سب مخلوق جنمی۔

جب سب کا سرچشمہ ایک ہی نور ہے تو پھر کون اچھا اور کون برا؟
یہی تعلیم ہمیں بتاتی ہے کہ انسانی تقسیمیں لاحاصل ہیں؛ اصل حقیقت وحدت ہے۔

کائنات کا تھال

गगन मै थालु रवि चंदु दीपक बने
तारिका मंडल जनक मोती

گگن میں تھالُ، رَوِ چند دیپک بنے
تارکا منڈل، جَنک موتی

ترجمہ: سارا آسمان ایک تھال ہے، سورج اور چاند اس کے دیے ہیں، اور

تاروں کے جھرمٹ گویا موتیوں کی لڑیاں ہیں۔کائنات خود پرماتما کی آرتی کا چراغاں ہے۔

فطرت کی شمولیت

धूपु मलआनलो पवणु चवरो करे।
सगल बनराइ फूलंत जोती ।।१।।

دھوپ ملاینلو پون چَوَر کرے
سگل بنرائ پھُولَنت جوتی

ترجمہ: ملای کی خوشبو بھری ہوا پنکھا بن کر جھلتی ہے،اور جنگل کے سارے پھول اپنی خوشبوؤں کے ساتھ آرتی میں شامل ہیں۔قدرت کا ہر ذرہ، ہر شجر و حجر، عبادت میں شریک ہے۔

بھوکھنڈن (جنم مرن توڑنے والا)

कैसी आरती होइ
भवखंडना तेरी आरती

کیسی آرتی ہوئے؟
بھَوکھنڈناتیری آرتی

ترجمہ: اے ڈر سے نجات دینے والے کیسی ہو آرتی تیری۔

انحد شبد

अनहता सबद वाजंत भेरी
सहस तव नैन नन नैन हहि तोहि कउ

انہت شبد واجنت بھیری
سہس تَو نین، نَن نین ہیں توہِ کَوَ

ترجمہ: اندر سے انہد ناد بج رہا ہے،گویا بھیری اور دف کی صدائیں گونج رہی ہیں۔

اے رب! ہزاروں آنکھیں تیری ہیں مگر تو بے صورت ہے۔ یہ وہی روحانی کیفیت ہے جسے صوفیہ ”انحد باجے“ اور رومی ”آوازِ عشق“ کہتے ہیں۔

سب میں جوت

सभ महि जोति जोति है सोइ ।
तिस कै चानणि सभ महि चानणु होइ ।।

سبھ مہِ جوت، جوت ہے سُئی
تِس کے چانَن سبھ مہِ چانَن ہوئی

ترجمہ: سارے جہاں میں تیری ہی روشنی ہے، اور اسی کی بدولت ہر شے روشن ہے۔

सहस मूरति नना एक तूोही।
सहस पद बिमल ननएक पद गंध बिनु।।
सहस तव गंध इव चलत मोही ।।।

سہس مورت ننا ایک توہی
سہس پد بمل ننا ایک پد گندھ بنُ
سہس تو گندھ اِو چلت موہی

ہزاروں تیری صورتیں ہیں، لیکن تیری کوئی صورت نہیں ہے۔ ہزاروں تیرے خوبصورت پاؤں ہیں، مگر تو بے پاؤں ہے (نرا کار ہونے کے سبب)۔

ہزاروں تیری ناکیں ہیں، لیکن تو ناک کے بغیر ہی ہے۔ تیرے ایسے عجائبات نے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے۔

हरि चरण कवल मकरंद लोभित मनो।

अनदिनुो मोहि आही पिआसा।

क्रिपा जलु देहि नानक सारिंग कउ

होइ जा ते तेरै नाइ वासा

ہری چرن کمل مکرند لوبھت منو

اندِن موہی آہی پیاسا

کرِپا جل دہِ نانک سارنگ کو

ہوئے جا تے تیرے ناءِ واسا

ترجمہ: اے ہرِی! تیرے چرن کملوں کے رس کے لیے میرا دل بے تاب ہے۔نانک نام کا پیاسا پپیہا ہے،اپنی کرم کی بارش سے اسے سیراب کر۔

گرونانک کی آرتی میں وحدت الوجود کی مہک مسحورکن ہے

جب کہ

کبیر کی سرمدی پکار بھی بے نظیر ہے

تَت تیل نام کیا باتی

دیپک دہ اُجیارا

ترجمہ: جس نے سمجھا اس نے گیان کو تیل بنایا،

نام کو بتی بنایا،اوراپنے ہی جسم کو چراغ بنایا۔

یہی اصل آرتی ہے۔

باب :۱۳

تلسی داس کا ورشاورنن :ایک مطالعہ

تمہید

ہندوستانی ادبی روایت میں رس (جذباتی اثر) اور پربھاوَ (تاثیر) کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ رامائن کے شاعر گوسوامی تلسی داس نے جہاں ایک طرف بھگوان رام کی حیات و کردار کو امر کر دیا، وہیں قدرت کے مختلف مناظر کو اپنے گہرے استعاروں اور تشبیہوں کے ذریعے آفاقی معنویت عطا کی۔ انہی مناظر میں سب سے دلکش ان کا ''ورشاورنن'' (بارش کا بیان) ہے، جو رام چرتر مانس کے اِیودھیا کانڈ میں شامل ہے۔

یہ محض فطری مناظر کی عکاسی نہیں بلکہ انسانی نفسیات، اخلاقیات اور سماجی رویّوں کا آئینہ دار ہے۔ قدرت کے ہر نقشے کے ساتھ ایک اخلاقی سبق، ایک فلسفیانہ نکتہ اور ایک روحانی اشارہ موجود ہے۔ یوں تلسی داس کا ورشاورنن نہ صرف فطرت نگاری ہے بلکہ ایک اخلاقی اور صوفیانہ تحریر بھی ہے۔

فطرت اور انسانی کیفیات کا رشتہ

تلسی داس نے بارش کے منظر کو محض موسمی تبدیلی نہیں سمجھا بلکہ اسے دل کی کیفیات کے ساتھ جوڑ دیا۔ بادلوں کی گرج دل کی بے چینی کا استعارہ ہے، اور بجلی کی

چمک بدکار انسان کی ناپائیدار محبت کی مثال۔شاعر یہاں یہ پیغام دیتا ہے کہ جو رشتہ تقویٰ اور صدق پر مبنی نہ ہو وہ بجلی کی مانند لمحاتی ہے۔

اسی طرح جب چھوٹی ندیاں بارش سے بھر کر شور مچاتی ہیں تو شاعر اسے اس شخص کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے جو معمولی دولت پا کر گھمنڈ میں آجاتا ہے۔یہ منظر نگاری دراصل انسانی فطرت کی گہری نفسیاتی تحلیل ہے۔

اخلاقی و روحانی استعارے

ورشا ورتن کا ایک اور نمایاں پہلو یہ ہے کہ ہر فطری مظہر کو ایک اخلاقی یا روحانی درس سے جوڑا گیا ہے۔مثال کے طور پر:

تالابوں کا بھرنا ایسے ہے جیسے نیک صفات ایک ایک کر کے ولی کامل کے دل میں اترتی ہیں۔دریا کا سمندر میں جا ملنا، روح کے خدا میں فنا ہو کر ابدی سکون پانے کی مثال ہے۔بنجر زمین پر بارش کا بے اثر رہنا اس بات کی علامت ہے کہ خدا پرست دل میں دنیاوی خواہشات پنپ نہیں سکتیں۔

یہ تمثیلیں اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ تلسی داس فطرت کو ایک نصاب کی طرح دیکھتے ہیں جس کے ہر ورق پر اخلاقی اور روحانی تعلیم درج ہے۔

سماجی و اخلاقی تنقید

تلسی داس اپنی شاعری میں صرف فطرت کے حسن کے گویا نہیں ہیں بلکہ وہ سماج کے نقاد بھی ہیں۔

عورت کے آزاد ہونے پر اس کے ''بگڑ جانے'' کا ذکر ایک پدرانہ سماج کی ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔بدکار بیٹے کی مثال دے کر خاندان کی بربادی کو بیان کرنا،

اُس عہد کے اخلاقی نظام کی ترجمانی ہے۔

اسی طرح متکبّر انسان کی مجلس کو اندھیری رات میں جگنوؤں کے اجتماع سے تشبیہ دینا تلسی کی طنزیہ شاعری کا شاہکار ہے۔

یہ تنقید ہمیں بتاتی ہے کہ ورشاورنن صرف حسنِ فطرت کا بیانیہ نہیں بلکہ ایک سماجی آئینہ بھی ہے۔

جمالیاتی پہلو

تلسی داس کی فنی مہارت اس میں جھلکتی ہے کہ وہ ہر منظر کو رسوں (بھاؤوں) کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ مینڈکوں کی آواز کو وید پڑھتے برہمن بچوں سے تشبیہ دینا نہ صرف منظر کو بصری بلکہ سمعی سطح پر بھی پُراثر بناتا ہے۔ درختوں کے نئے پتے نکلنا اور اسے سادھو کے دل کی بیداری سے جوڑنا ایک طرح کا جمالیاتی مکاشفہ ہے۔

یہ جمالیاتی پہلو ورشاورنن کو محض قدرتی مناظر کی تحریر سے اٹھا کر صوفیانہ علامتوں کی دنیا میں لے جاتا ہے۔

نتیجہ

تلسی داس کا ورشاورنن دراصل فطرت اور انسان کے درمیان ایک مکالمہ ہے۔ اس میں بادل، بارش، تالاب، ندیاں، کھیت، مینڈک، درخت بی سب اخلاقی اور روحانی استعارے بن جاتے ہیں۔ شاعر قاری کو یہ سکھاتا ہے کہ کائنات کا ہر منظر محض نظر کا کھیل نہیں بلکہ درسِ حیات ہے۔

یوں یہ ورشاورنن ہندوستانی ادب میں فطرت نگاری کا شاہکار ہے جو جمالیات، اخلاقیات اور روحانیت تینوں سطحوں پر اپنی مثال آپ ہے۔

تلسی داس کی ورشاورنن (از رام چرتر مانس معہ اُردو ترجمہ)

घन घमंड नभ गरजतघोरा। प्रिया हीन डरपत मन मोरा।
दामिनि दमक रह नघन माहीं।खल कै प्रीति जथा थिर नाहीं।।

گھن گھمنڈ نبھ گرجت گھورا۔ پریا ہین ڈرپت من مورا
دامنی دمک رہ نہ گھن ماہی۔ خل کی پریتی جتھا تھِر ناہی

آسمان میں بادل گرج گرج کر زور سے گرج رہے ہیں، اور میری جان (سیتا) کے بغیر میرا دل خوف زدہ ہو رہا ہے۔ بجلی کی چمک بادلوں میں ٹھہر نہیں رہی، جیسے بدکار کی محبت کبھی مستقل نہیں رہتی۔

बरषहिं जलद भूमि निअराएँ। जथा नवहिं बुध बिद्या पाएँ।
बूँद अघात सहहिं गिरि कैसें।खल के बचन संत सह जैसें।।

برسہیں جلد بھومی نیرائیں۔ جتھا نوہیں بدھ ودیا پائیں
بوندا گھات سہہیں گرِ کیسیں۔ کھل کے بچن سنت سہہ جیسیں

بادل زمین کے قریب آ کر (نیچے اتر کر) برس رہے ہیں، جیسے علم حاصل کر کے عالم لوگ عاجز ہو جاتے ہیں۔ بارش کی بوندوں کی چوٹ پہاڑ کیسے سہہ لیتے ہیں، ویسے ہی بدکاروں کے الفاظ صبر والے لوگ سہہ لیتے ہیں۔

छुद्र नदीं भरि चलीं तोराई। जस थोरेहुँ धनखल इतराई।
भूमि परत भाढाबर पानी। जनु जीवहि माया लपटानी।।

چھُدر ندی بھری چلیں تورائی۔ جس تھورہُوں دھن کھل اِترائی
بھومی پرَت بھا ڈابر پانی۔ جنُ جیوَہہ مایا لپٹانی

چھوٹی ندیاں بھر کر (کناروں کو) توڑتی ہوئی بہنے لگیں، جیسے تھوڑے سے مال و دولت سے بھی بدکار گھمنڈ میں آ جاتے ہیں (اور حد سے تجاوز کر دیتے ہیں)۔ زمین پر

گرتے ہی پانی گدلا ہوگیا ہے، جیسے پاکیزہ انسان پر دنیاوی لالچ اور فریب چمٹ گیا ہو۔

समिटि समिटि जल भरहिं तलावा।
जिमि सदगुन सज्जन पहिं आवा।।
सरिता जल जलनिधि महुँ जाई।
होइ अचल जिमि जिव हरि पाई।।

سِمِٹی سِمِٹی جل بھرہِں تلاوا
جِم سدگُن سَجّن پہِں آوا
سَریتا جل جل ندھی مَہُں جائی
ہوئی اچل جِم جیو ہری پائی

پانی جمع ہو کر تالابوں میں بھر رہا ہے، جیسے نیک صفات (ایک ایک کر کے) نیک انسان کے پاس چلے آتے ہیں۔ دریا کا پانی سمندر میں جا کر ویسے ہی پرسکون ہو جاتا ہے، جیسے روح خدا کو پا کر ثابت قدم (آواگون سے آزاد) ہو جاتی ہے۔

हरित भूमि तृन संकुल समुझि परहिं नहिं पंथ ।
जिमि पाखंड बाद तें गुप्त होहिं सदग्रंथ ।।

ہَرت بھُومی ترن سنکُل سمُجھی پَرہِں نَہِں پنتھ
جِم پکھنڈ باد تیں گُپت ہوہِں صد گرنتھ

زمین گھاس سے بھر کر سرسبز ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے راستے نظر نہیں آتے۔ جیسے منافقت اور جھوٹے عقائد کے پرچار سے سچے صحیفے پوشیدہ (غائب) ہو جاتے ہیں۔

दादुर धुनि चहु दिसा सुहाई।
बेद पढ़हिं जनु बटु समुदाई।।
नव पल्लव भए बिटप अनेका।
साधक मन जस मिलें बिबेका।।

دادُر دُھنی چَہُ دِسا سُہائی
بید پڑھّہں جَنُ بَٹُ سَمُدائی
نَو پلّو بھئے بٹپ انیکا
سادھک من جَس ملے بَبیکا

چاروں طرف مینڈکوں کی آواز ایسی دلکش لگ رہی ہے، جیسے طالب علموں کا گروہ وید پڑھ رہا ہو۔ بے شمار درختوں میں نئے پتے نکل آئے ہیں، جس سے وہ اس طرح ہرے بھرے اور خوبصورت ہو گئے ہیں جیسے کسی سادھو کا دل علم و شعور حاصل کرنے کے بعد ہو جاتا ہے۔

अर्क जवास पात बिनु भयऊ।
जस सुराज खल उद्यम गयऊ।।
खोजत कतहुँ मिलइ नहिं धूरी।
करइ क्रोध जिमि धरमहि दूरी।।

ارک جواس پات بِنُ بھَیَو
جَس سُراج خَل اُدیَم گَیَو
کھوجَت کتھُوں مِلئ نَہں دھُوری
کرئی کرودھ جِمِ دھَرَمَہِ دُوری

مدار اور جواسا بغیر پتوں کے ہو گئے ہیں (ان کے پتے جھڑ گئے ہیں)، جیسے ایک بہترین ریاست میں بدکاروں کا زور ختم ہو جاتا ہے (اور ان کی کوئی چالاکی نہیں چلتی)۔ گرد و غبار کہیں تلاش کرنے پر بھی نہیں ملتی، جیسے غصہ دین کو دور کر دیتا ہے (یعنی غصے کے غالب آنے پر دین کا شعور ختم ہو جاتا ہے)۔

ससि संपन्न सोह महि कैसी।
उपकारी कै संपति जैसी।।
निसि तम घन खद्योत बिराजा।
जनु दंभिन्ह कर मिला समाजा।।

سَسِ سمپَن سُہ مہِ کیسی
اُپکاری کَی سمپَتی جَیسی
نِس تم گھن کھدیَوت براجا
جَنُ دَنبھِنہ کر مِلا سماماہابرسٹ

غلّے سے بھر پور (سرسبز کھیتوں سے لہلہاتی ہوئی) زمین کتنی حسین لگ رہی ہے، جیسے نیک دل انسان کی دولت۔رات کے گہرے اندھیرے میں جگنو چمک رہے ہیں، جیسے متکبر لوگوں کی محفل اکٹھی ہوگئی ہو۔

महाबृष्टि चलि फूटि किआरीं।
जिमि सुतंत्र भएँ बिगरहिं नारीं।।
कृषी निरावहिं चतुर किसाना।
जिमि बुध तजहिं मोह मद माना।।

مہابرسٹِ چل پھُوٹِ کِیاریں
جِمِ سُتَنتَر بھَئیں بگَرہِہں ناریں
کِرشی نِراوہِں چتُر کِسانا
جِمِ بُدھ تجہِں موہ مَد مانا

بھاری بارش سے کھیتوں کی کیاریاں پھٹ پڑی ہیں، جیسے آزاد ہونے پر عورتیں بگڑ جاتی ہیں۔ہوشیار کسان کھیتوں کی صفائی کر رہے ہیں (ان میں سے گھاس وغیرہ

نکال کر پھینک رہے ہیں)، جیسے دانا لوگ وہم، غروراور تکبر کو ترک کر دیتے ہیں۔

देखिअत चक्रबाक खग नाहीं।
कलिहि पाइ जिमि धर्म पराहीं।।
ऊषर बरषइ तृन नहिं जामा।
जिमि हरिजन हियँ उपज न कामा।।

دیکھِیَت چکر باکھ کھَگ ناہیں
کَلِہِ پائی جِمِ دھَرَم پَراہیں
اُوشَر برسَئی ترن نَہِں جاما
جِمِ ہَرجَن ہیَں اُپَج نَ کاما

چکوا پرندے نظر نہیں آرہے ہیں؛ جیسے کل یُگ (بدعہد زمانہ) آتے ہی دین دور بھاگ جاتا ہے۔ بنجر زمین پر بارش ہو رہی ہے، لیکن وہاں گھاس تک نہیں اگتی، جیسے خدا کے بھگت کے دل میں خواہشات پیدا نہیں ہوتیں۔

बिबिध जंतु संकुल महि भ्राजा।
प्रजा बाढ़ जिमि पाइ सुराजा।।
जहँ तहँ रहे पथिक थकि नाना।
जिमि इंद्रिय गन उपजें ग्याना।।

بِبِدھ جنتُ سنکُل مَہِ بھراجا
پَرجا باڑھ جِمِ پائی سُراجا
جہں تہں رہے پتھِک تھکِ نانا
جِمِ اِندریَ گَن اُپجیں گیانا

زمین مختلف قسم کے جانداروں سے بھری ہوئی اسی طرح خوبصورت لگ رہی

ہے، جیسے ایک اچھی حکمرانی سے رعایا کی ترقی ہوتی ہے۔جگہ جگہ کئی مسافر تھک کر رکے ہوئے ہیں، جیسے علم پیدا ہونے پر حواس (کمزور ہو کر) خواہشات کی طرف جانا چھوڑ دیتے ہیں۔

कबहुँ प्रबल बह मारुत जहँ तहँ मेघ बिलाहिं।
जिमि कपूत के उपजें कुल सद्धर्म नसाहिं।।

کبہُں پربل بہ مارُت جہں تہں میگھ بلائہں
جمِ کپُوت کے اُپجیں کُل سدھرم نسائہں

کبھی کبھار ہوا زور سے چلنے لگتی ہے، جس سے بادل ادھر اُدھر غائب ہو جاتے ہیں۔جیسے نااہل بیٹے کے پیدا ہونے سے خاندان کے اعلیٰ اصول (نیک کردار) ختم ہو جاتے ہیں

कबहु दिवस महँ निबिड़ तम कबहुँक प्रगट पतंग।
बिनसइ उपजइ ग्यान जिमि पाइ कुसंग सुसंग।।

کبہُ دیوس مہں نبڑ تم کبہُں ک پرگٹ پتنگ
بنسیَ اُپجیَ گیان جمِ پائی کُسنگ سُسنگ

کبھی بادلوں کے سبب دن میں گہرا اندھیرا چھا جاتا ہے اور کبھی سورج نمودار ہو جاتا ہے۔جیسے برے ساتھیوں کی صحبت سے علم ختم ہو جاتا ہے اور اچھے ساتھیوں کی صحبت سے پیدا ہو جاتا ہے۔

باب : ۱۴

صنف دوہا اور بھگتی مارگ

رس کی روایت اور دوہے کی وسعت

ہندی ادب اور سنسکرت روایت میں ''نَو رَس'' (Navaras) یعنی نو بنیادی رس (جذباتی ذائقے) بیان کیے گئے ہیں۔ بعد میں بعض ناٹشاستریوں نے ان کی تعداد بڑھا کر دس یا اس سے بھی زیادہ شمار کیے۔ یہ رس دراصل وہ بنیادی جذبات یا کیفیات ہیں جو فنِ لطیفہ (شاعری، ڈراما، سنگیت، رقص) کے ذریعے پیدا ہوتے ہیں۔

دس رسوں کی عام فہرست یوں ہے:

۱۔ شِنگار رس (श्रृंगार) محبت و جمال

۲۔ ہاس رس (हास्य) ہنسی و مزاح

۳۔ رَودَر رس (रौद्र) غصہ و قہر

۴۔ کارُن رس (कारूण्य) دکھ و ہمدردی

۵۔ وِیَر رس (वीर) بہادری و حوصلہ

۶۔ بھیانک رس (भयानक) خوف و دہشت

۷۔ بِیبھتس رس (बीभत्स) کراہت و گھن

۸۔ادبھوت رس (अद्‌भुत) حیرت وتعجب

۹۔شانتی رس (शान्ति) سکون وصبر

۱۰۔واتسلیہ رس (वात्यल्य) والدین کی شفقت

دوہا چونکہ ایک ہمہ جہت صنف ہے، اس میں ان تمام رسوں کا اظہار ممکن ہے۔ بالخصوص گیان اور بھگتی کا جو ہر دوہے میں عین شانتی رس کے مترادف ہے، جب کہ بعض مواقع پر کارُن رس (دکھ وہمدردی) بھی اپنی پوری شدت کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔

دوہا : بھگتی اور تصوف کا وسیلہ

صنفِ دوہا، بھگتی مارگ اور تصوف کے اظہار کا نہایت مؤثر ذریعہ ہے۔ دوہے میں ایسی نازک خیالیاں اور حکیمانہ بصیرتیں ملتی ہیں جو یہ احساس دلاتی ہیں کہ یہ صنف صرف بھگتی یا تصوف کی یک رنگی تک محدود نہیں بلکہ اس میں ہر موضوع کو سمیٹنے کی وسعت ہے۔

تلسی داس کا یہ دوہا دیکھیے جو خدا کے نام کی اہمیت کو واضح کرتا ہے:

तुलसी मेरे राम को, रीझ भजो या खीज।
भौम पड़ा जामे सभी, उल्टा सीधा बीज।।

تُلسی میرے رام کو، رِیجھ بھجو یا کھیج
بھَوم پڑا جامے سبھی، اُلٹا سیدھا بیج

ترجمہ : خواہ شوق سے یا مجبوری سے رام کا نام لیا جائے، اس کا پھل ضرور ملتا ہے، جیسے زمین میں کوئی بھی بیج ڈال دیا جائے تو وہ اگتا ہی ہے۔

یہی دوہے کی سب سے بڑی قوت ہے کہ وہ ہر جذبے اور ہر تجربے کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے۔

دوہااوراس کی سُدرنگی

رحیم کا یہ دوہا انسانی تجربات کی کثرت اور دوہے کی رنگارنگی کی بہترین مثال ہے:

खैरखून खाँसी खुशी, बैर प्रीति मधु पान ।
रहिमन दाबे न दवें, जानत सकल जहान ।।

کھیر، خون، کھانسی، خوشی، بیر، پریتی، مدھو پان
رحیمن دابے نہ دبیں، جانت سگل جہان

ترجمہ : خیرات، قتل، کھانسی، خوشی، دشمنی، محبت اور شراب نوشی، رحیم کہتے ہیں یہ سب چھپائے نہیں چھپتے، سارا زمانہ جان لیتا ہے۔

یہی وہ سدرنگی ہے جو دوہے کو دوسری اصناف سے ممتاز کرتی ہے۔

گیان، بھگتی اور صوفیانہ بصیرت

دوہے میں جہاں بھگتی اور گیان کا ذکر ہے وہاں صوفیانہ تصورات بھی پوری گہرائی کے ساتھ موجود ہیں۔

हीरा परखे जौहरी, शब्दहि परखे साध।
कबीर परखे साध को, ताका मता अगाध।।

ہیرا پرکھے جوہری، شبد ہی پرکھے سادھ
کبیر پرکھے سادھ کو، تاکا متا اگادھ

ترجمہ : ہیرا جوہری پہچانتا ہے، شبد سادھو پہچانتا ہے، اور سادھو کو پہچاننے والے کی بصیرت لامحدود ہوتی ہے۔

یہاں کبیر نے اندرونی بصیرت کو سب سے اعلیٰ مقام عطا کیا ہے۔

ایثار، قربانی اور عشق کی شدت

ہندی دوہے اور بھگتی روایت میں ایثار، قربانی اور عشق کے موضوعات بار بار ملتے ہیں۔ مثلاً وہ واقعہ جس میں دو ہرن کم پانی کی وجہ سے ایک دوسرے کو ترجیح دیتے دیتے مر گئے۔

जल थोड़ो नेहा घणौ, लगे प्रीत के बाण ।
तू पी तू पी करत ही, दोनौं तज गये प्रान।।

جل تھوڑو، نیہا گھنو، لگے پریت کے بان
تو پی، تو پی کرت ہی، دونوں تج گئے پُران

ترجمہ: پانی تھوڑا تھا محبت زیادہ تھی۔ دونوں ایک دوسرے سے کہتے رہے" تو پی" "تو پی"، یہاں تک کہ دونوں پیاس سے مر گئے۔

ایسی حکایات بتاتی ہیں کہ دوہا محض اخلاقی یا فلسفیانہ تعلیمات تک محدود نہیں، بلکہ اس میں زندگی کے نازک ترین جذبے بھی ڈھلتے ہیں۔

عشق و محبت کا کائناتی حسن

دوہے میں عشق کا اظہار کبھی بے قراری، کبھی والہانہ محبت، اور کبھی وصل کی سرشاری کے ذریعے سامنے آتا ہے۔ بقول بابا فرید۔

कागा सब तन खाइयो, चुनि चुनिखाइयो मांस ।
दौ नैना मत खाईयो, पिया दरस की आस ।।

کاگا سب تن کھائیو، چُن چُن کھائیو مانس
دو نینا مت کھائیو، پیا درس کی آس

ترجمہ: اے کوے! چاہے میرا سارا جسم اور گوشت کھا لے، مگر میری آنکھیں نہ

کھانا کہ انھی میں پیا کے دیدار کی امید ہے۔

یہ دید کی تڑپ دوہے کی روح ہے۔

اخلاق، سخاوت اور تواضع

تلسی داس اور عبدالرحیم خان خاناں کے دوہے باہمی تعلق اور اخلاقی سطح پر بھی اعلیٰ اقدار کی مثال ہیں۔ تلسی داس نے خان خاناں کی سخاوت کو یوں سراہا:

सीखे कहाँ नबाब जी, ऐसी दैनी दैन ।
ज्यौं ज्यौं कर ऊँची करौ, त्यों त्यों नीचे नैन ।।

سیکھی کہاں نواب جی، ایسی دَینی دین
جُوں جُوں کر اونچی کرو، تیُوں تیُوں نیچے نین

ترجمہ :اے نواب! آپ نے یہ بخشش کہاں سے سیکھی ہے؟ ہاتھ جتنا بلند ہوتا ہے، آنکھیں اتنی ہی جھک جاتی ہیں۔

خان خاناں نے جواب میں کہا:

देवन हारो और है, देवत है दिन रैन ।
मोहि परझूठो भ्रमधरें, तेहि से नीचे नैन ।।

دیون ہارو اور ہے، دیوت ہے دن رین
موہِ پر جھوٹو بھرم دھریں، تے ہی سے نیچے نین

ترجمہ :دینے والا کوئی اور ہے، جو دن رات دیتا ہے۔ اگر لوگ سمجھتے ہیں کہ میں دیتا ہوں تو یہ محض دھوکا ہے، اسی وجہ سے میری آنکھیں جھکی رہتی ہیں۔

یہی عاجزی اور تواضع دوہے کو اخلاقی فلسفے کی معراج پر پہنچاتی ہے۔

نتیجہ :صنفِ دوہا ہندی ادب کی ایک ایسی صنف ہے جس نے بھگتی مارگ،

گیان، تصوف، اخلاق، ایثار اور عشق سبھی مضامین کو اپنے اندر سمولیا ہے۔ اس میں نہ صرف فلسفہ اور مذہب جھلکتا ہے بلکہ انسانی تجربے کی باریکیاں بھی پوری قوت کے ساتھ ابھرتی ہیں۔ دوہے کی سادگی اور اختصار دراصل اس کی عظمت ہے۔

सजन सखारे जाएँगे, नैन मरेंगे रोएँ,
बिधना ऐसी रैन कर, भोर कबहूँ न होए।
बूअलीशाह कलंदर

سجن سکارے جائیں گے، نین مریں گے روئے
بدھنا ایسی رین کر، بھور کبھو نہ ہوئے
(بوعلی شاہ قلندر)

ترجمہ: محبوب کل صبح رخصت ہو جائے گا، اور آنکھیں رو رو کر مر جائیں گی (اندھی ہو جائیں گی)۔ اے قسمت! ایسی رات کر کہ کبھی صبح نہ ہو۔

इसका मुखएक ज्योत है, घूँघट है संसार,
घूँघट में छिप गया मुख, पर आँचल डार।
शाह बुल्ले

اس کا مُکھ ایک جوت ہے گھونگٹ ہے سنسار
گھونگھٹ میں چُھپ گیا مُکھ پر آنچل ڈار
(بلھے شاہ)

ترجمہ : اس کا چہرہ ایک نور ہے اور یہ دنیا اُس کا گھونگھٹ، وہ چہرہ گھونگھٹ میں چھپ گیا ہے اور آنچل ڈال دیا گیا ہے۔

باب : ۱۵

مؤلف کتاب ہذا کے چند دوہے

जिसके हो कुछ जेब में, वह जावे बाजार।
दिल ख़ालिस ज़र है तिरा, घर बैठा करयार।।

جس کے ہو کچھ جَیب میں، وہ جاوے بازار
دل خالص زر ہے ترا، گھر بیٹھا کر یار

बादल कैसा फ़क़ीर है, हिन्दू न मुसलमान ।
लेता भिक्षा रब से है, देता सब को दान ।।

بادل کیسا فقیر ہے، ہندو نہ مسلمان
لیتا بخشش رب سے ہے، دیتا سب کو دان

पानी पानी तो एक है, मत रखिए दो नाम ।
जल या शहद की नहर हो, कुदरत का इनाम ।।

پانی پانی تو ایک ہے، مت رکھئے دو نام
گنگا جل یا زمزم ہو، قدرت کا انعام

आँसू घर के भेदी हैं, कर डालेंगे छेद ।
बेघर करके देखिए, बतलाएँगे भेद ।।

آنسو گھر کے بھیدی ہیں، کر ڈالیں گے چھید
بے گھر کر کے دیکھئے، بتلائیں گے بھید

कंठे पहने जोगी ने, काले गोरे लाल ।
बरसें आँसू आँख से, दर्शन हो तत्काल ।।

کنٹھے پہنے جوگی نے، کالے گورے لال
برسیں آنسو آنکھ سے ،درشن ہو تت کال

रोता उसको देख कर, रोना मुझको आए ।
कुछ भी जाए न कहा, मुँह से निकले हाय ।।

روتا اس کو دیکھ کر، رونا مجھ کو آئے
کچھ بھی جائے نہ کہا، منہ سے نکلے ہائے

सच कहना इक जुर्म है, झूठों का दरबार ।
सच कहने वाला यहाँ, पावेगा आज़ार ।।

سچ کہنا اک جرم ہے، جھوٹوں کا دربار
سچ کہنے والا یہاں ، پاوے گا آزار

पानी पानी खून खूँ, पानी है बेरंग ।
खूँ में गुण छुपे, दुनिया होती दंग ।।

پانی پانی خون خوں ، پانی ہے بے رنگ
خوں میں گن چھپے ، دنیا ہوتی دنگ

गाली मन को मिला करे, साधु समझे पाप ।
रस कानों में घोलिए, निर्मल साहिब आप ।।

گالی من کو میلا کرے، سادھو سمجھے پاپ
رس کانوں میں گھولئے،نرمل صاحب آپ

दीपक और मल्हार पर बाजे बजते रहें ।
मुखड़ों पर मुस्कान के गहने सजते रहें ।।

دیپک اور ملہار پر باجے بجتے رہیں
مکھڑوں پر مُسکان کے گہنے سجتے رہیں

पारख पत्थर है तोल का, अच्छी किस्मत नहीं
तौले हर चीज कीमती, अपनी कीमत नहीं

پارکھ پتھر ہے تول کا، اچھی قسمت نہیں
تولے ہر شے قیمتی، اپنی قیمت نہیں

एक एक कर के सब गए, लोटा न हैं कूए
दुनिया में रहता बड़ा, छोटा न हैं कूए

ایک اک کر کے سب گئے، لوٹا ناہیں کوئے
دنیا میں رہتا بڑا، چھوٹا ناہیں کوئے

सोने चाँदी की कमी, मिट्टी के हैं ढेर
जाँचा है तसबीह को, माला देखी फेर

سونے چاندی کی کمی مٹی کے ہیں ڈھیر
جانچا ہے تسبیح کو ، مالا دیکھی پھیر

گرونانک کا پیغام

मिहर मसीत सिदक मुसल्ला हक हलाल कुरान
सरम सुन्नत सील रोजा होहु मुसलमान।
कर्नी काबा सच पीर कलमा करम निवाज
तसबी सा तिस भावसी, नानक रखै लाज।
गुरू नानक

مِہر، مسیت، صدق، مصلا، حق، حلال، قرآن
شرم، سنت، سیل، روزہ ہوہو مسلمان
کرنی کعبہ، سچ پیر، کلمہ، کرم، نواج
تسبیح سا تِس بھاوسی، نانک رکھے لاج
گرونانک

مہر و وفا کو اپنی مسجد بنا،ایمان کو جائے نماز اور حلال روزی کو اپنا قرآن۔حیا کو ختنہ قرار دے،اور حسنِ اخلاق کو روزہ،تب ہی تُو سچا مسلمان ہوگا۔کردار کو کعبہ بنا،صداقت کو پیر و مرشد،اور نیک اعمال کو اپنی نماز و تسبیح۔اور تسبیح وہی جو اس کی رضا میں ڈوبی ہو۔اے نانک،خدا ہی عزت کا محافظ ہے۔

GYAAN KI TAKOON
(KABIR, TULSI, RAHIM)

Ghani Ghayoor

جاتی نہ پوچھو سادھو کی، پوچھ لیجئے گیان
مول کرو تلوار کا، پڑی رہن دو میان

(بھگت کبیر)

دُیا دھرم کا مول ہے، پاپ مول اَبھیمان
تلسی دَیا نہ چھوڑیئے، جا گھٹ تن میں پران

(تلسی داس)

رحیمن دھاگا پریم کا، مت توڑو چٹکائے
ٹوٹے سے پھر نہ جڑے، جڑے گانٹھ پڑ جائے

(رحیم خانِ خاناں)

₹ 300/-

ISBN: 978-93-93271-59-4